بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

بیاد

حضرت مولانا محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

ہفت روزہ

اہلِ حدیث

لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی

جلد: 45 | ۲۶ جمادی الاولیٰ تا ۲ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ — 28 مارچ تا 3 اپریل 2014ء | شمارہ: 13

پاکستان اور سعودی عرب کا استحکام عالمِ اسلام کی ترقی کیلئے ناگزیر ہے

سعودی وزیر مذہبی امور

شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ

دو قومی نظریہ

سے متعلق نسلِ نو کو آگاہ کرنے کی اشد ضرورت!

خود غرضی و ناپسندی کی تباہ کاریاں!

دعوت و تبلیغ کے میدان میں اسلاف کی نمایاں خدمات!

قرآن و سنت کی روشنی میں

- تعزیت اور اس کے آداب.....؟؟
- ایصالِ ثواب کی صورتیں.....؟؟
- زانی شخص کا توبہ کے بغیر مرنا.....؟؟

مولانا حافظ احمد حماد حفظہ اللہ

درس قرآن

بداعمالی اور نعمتوں کی ناشکری کے اثرات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَداً مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ﴾ (نحل: ۱۱۲)

''اللہ تعالیٰ اس بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن اور اطمینان سے تھی، اُس کی روزی اُس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی، پھر اُس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا، جو کہ اُن کی بداعمالیوں ہی کا نتیجہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ فی الارض کو اشرف المخلوقات بنانے کے بعد اس کے لیے طرح طرح کی نعمتوں اور آسائشوں کا بندوبست فرمایا ہے اور مطالبہ صرف اور صرف اپنی ہی بندگی اور اطاعت کا کیا ہے۔ لیکن حضرت انسان کی ناشکری اور نافرمانی کا عالم یہ ہے کہ وہ اس رب کائنات سے نہ صرف منہ موڑتا ہے بلکہ اُس کے خلاف محاذ کھڑا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی ناشکروں، نافرمانوں اور حد سے گزر جانے والوں کے لیے بارہا کی تنبیہہ کے بعد عذاب سے دوچار کیا تاکہ یہ عذاب جہاں اہل بستی کے گناہوں کا وبال ہو وہاں آنے والوں کے لیے عبرت کا سامان بھی ہو۔

خدائے بزرگ و برتر نے اپنے ہاتھ سے اس حضرت انسان کی مٹی کو گوندھا ہے، اور وہ کبھی بھی اسے عذاب میں مبتلا یا آگ میں جلتا نہیں دیکھنا چاہتا لیکن انسان کی اپنی ہی بداعمالیاں اسے اذیت اور مصیبت سے دوچار کرتی ہیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنفُسِكُمْ﴾ (یونس: ۲۳)

''لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہاری ہی جانوں پر پڑے گا۔''

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ (شوریٰ: ۳۰)

''اور (لوگو!) تم پر جو مصیبت پڑتی ہے وہ تمہارے اپنے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔''

آج کا مسلمان اگر اپنا محاسبہ اور روز و شب کے معمولات کو اپنے خالق کے تابع کر دے تو یقیناً خوشحالی اور خوش بختی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی اُس کا مقدر ٹھہرے گی۔

دوسرے مقام پر فرمایا: (ترجمہ) ''اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔''

قرآن کا یہ قانون خوشحالی آج بھی موجود ہے، اگر ہم اس سے مستفید ہونا چاہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حافظ احمد حماد اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد کے ریسرچ سکالر ہیں۔ انہوں نے ہماری درخواست پر مجلّہ ''اہل حدیث'' کے لئے مستقل درسِ قرآن مجید تحریر کرنے کا عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظہ اللہ

درس حدیث

وضوء کی سنتیں

سابقہ درس میں وضو کی سنتیں بیان ہوئیں بقیہ سنتوں میں نویں سنت دائیں جانب کو اختیار کرنا ہے۔ یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کو دھوتے وقت دائیں ہاتھ کو پہلے اور بائیں ہاتھ کو بعد میں، اسی طرح پہلے دائیں پھر بائیں پاؤں کو دھویا جائے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنگھی کرنے، جوتا پہننے اور وضو کرتے وقت دائیں جانب کو پسند کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو دائیں جانب سے شروع کرو لہٰذا وضو کرتے ہوئے اس سنت پر عمل کیا جائے۔ دسویں سنت اعضاء وضو کو مل مل کر دھونا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو کے دوران اپنے بازو اور کلائیوں کو مل مل کر دھوتے تھے، اسی طرح چہرے اور دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت خوب مل کر دھوتے تھے۔ گیارہویں سنت پے در پے دھونا ہے یعنی وضو شروع کر کے درمیان میں کوئی اور کام کرنے لگے پھر بقیہ وضو کرے یہ درست نہیں۔ وضو شروع کیا ہے تو ترتیب کے مطابق تمام اعضاء کو دھوئے اور مسح کرے اور یہ عمل بغیر وقفہ سے کیا جائے اور ترتیب کا خیال رکھا جائے۔ یعنی پہلے ہاتھ دھوئے جائیں پھر کلی اس کے بعد ناک میں پانی چڑھانا اور جھاڑنا پھر منہ دھویا جائے پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھو کر سر اور کانوں کا مسح کرے، بعد میں پاؤں دھوئے جائیں۔ اگر کسی نے اس ترتیب کو قائم نہ رکھا یا دورانِ وضو کوئی اور کام کرنے لگا تو اس کا وضو غیر مسنون ہوگا۔

بارہویں سنت کانوں کا مسح کرنا ہے۔ کانوں کے اندر شہادت کی دونوں انگلیوں اور باہر کی طرف دونوں انگوٹھوں سے مسح کیا جائے۔ حضرت مقدام بن معدیکربؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے وضو میں سر اور دونوں کانوں کا مسح اندر اور باہر دونوں اطراف سے کیا۔ سر اور کانوں کا مسح ایک مرتبہ کیا جائے۔ تیرہویں سنت اعضاء وضو کی چمک اور نور کو زیادہ کرنا ہے جس طرح حضرت ابوہریرہؓ فرمایا کرتے تھے جو اپنی چمک کو بڑھانا چاہتا ہے وہ بڑھا لے یعنی اعضاء وضو کو ان کی حدود سے زیادہ دھولے مثلاً بازو کہنیوں سمیت اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھونے ہیں کوئی شخص بازو کندھوں تک اور پاؤں گھٹنوں تک دھولے تو قیامت کے دن اس کے بازو کندھوں تک اور پاؤں گھٹنوں تک چمک رہے ہوں گے۔ چودھویں سنت پانی کے استعمال میں میانہ روی اختیار کرنا، وضو کرتے ہوئے اعضاء کو تین بار سے زیادہ مرتبہ دھونا یا پانی بے مقصد بہاتے رہنا یا مسواک کرتے ہوئے نلکا کھول کر مسواک کرتے رہنا کسی انداز میں بھی پانی زیادہ استعمال کرنا خلاف سنت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر آپ بہتی نہر کے کنارے وضو کر رہے ہوں تب بھی پانی ضائع نہ کریں۔ پندرہویں سنت یہ ہے کہ دوران وضو کوئی دعا نہ پڑھی جائے۔ سولہویں سنت وضو کے بعد مسنون دعائیں پڑھنا ہے۔ سترہویں سنت وضو سے فارغ ہو کر دو رکعت نفل نماز ادا کرنا ہے، اسی عمل کی بدولت حضورؐ نے معراج کی رات حضرت بلالؓ کے جوتوں کی چلتے ہوئے آواز سنی تھی۔

دوقومی نظریہ اور پاکستان

کچھ عرصہ سے وطن عزیز میں بعض دانشور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے دوقومی نظریہ اور قیامِ پاکستان کے محرکات کے بارے میں ابہام پیدا کر کے اسے سیکولر مملکت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ پاکستان کو ایک اسلامی، جمہوری اور فلاحی مملکت بنانا مقصود نہیں تھا۔ حالانکہ قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد میں مسلم لیگ کے اجلاسوں، قائداعظم کے اعلانات اور قراردادِ مقاصد سے اس کے اہداف بالکل واضح ہیں۔ پھر تاریخ میں نظریہ پاکستان یا دوقومی نظریہ کی ابتداء کے حوالے سے اصل حقائق روزِ روشن کی طرح واضح ہیں اور ان میں سے کچھ وسیع المطالعہ دانشوروں کے علم میں بھی ہیں مگر ''میں نہ مانوں'' کے مصداق وہ اپنے سرپرستوں کی خوشنودی کی خاطر انہیں جھٹلانے میں بہتری سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے عوام الناس بالخصوص نسلِ نو کے دل و دماغ میں پاکستان کے اساسی نظریئے کے متعلق ابہام پیدا کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں اور وہ پاکستان کی تاریخ کو محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور 1857ء کی تحریک کے حوالے سے جاننے کی بجائے چندگپت موریہ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی زندگی کے تمام ضابطے اور مصادر چونکہ قرآن حکیم سے تزئین وتخلیق پاتے ہیں لہٰذا اس فلسفے سے مفر ممکن نہیں۔ برصغیر میں دوقومی نظریہ کے ترویج وتشکیل اسی نہج پر ظہور پذیر ہوئی۔ دوقومی نظریہ کی اصل روح، اساس، منبع اور سرچشمہ نظریہ اسلام تھا جس نے دوقومی نظریئے کی بنیاد رکھی۔ جس کی قائداعظم نے اپنی بہت سی تقاریر اور خطابات میں وضاحت فرمائی اور قیام پاکستان کی بنیاد قرار دیا۔ قائداعظم نے اسی نظریئے کے حوالے سے یہ بھی کہا تھا کہ برصغیر میں دوقومی نظریہ تو اس وقت معرض وجود میں آ گیا تھا جب یہاں ہندوستان میں پہلے ہندو شخص نے اسلام قبول کیا تھا۔ علامہ اقبال نے بجا فرمایا ؎

باطل دوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

تاریخ سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ قائداعظم نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں دوقومی نظریہ کے بارے میں کہا تھا کہ ''اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت دو مختلف معاشرتی نظام ہیں، چنانچہ اس خواہش کو خواب وخیال کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تشکیل دے سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، ایک دوسرے کے دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے۔ میں واشگاف انداز میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد اور باہم متصادم ہیں۔ انسانی زندگی کے متعلق بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات وتصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی ترقی کی تمناؤں کی مختلف تاریخ رکھتے ہیں۔'' اس بات پر بھی ذرا غور فرمائیں کہ ہندو گائے کی پوجا کرتا ہے اور اس کے پیشاب کو بڑا پوتر سمجھتا ہے۔ مسلمان گائے کو ذبح کرتا ہے اور اس کا گوشت کھاتا ہے۔ ہندو پتھر کی مورتیوں کا پجاری ہے۔ مسلمان بت شکن ہے اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا ہے۔ اسی کو اپنا خالق، مالک، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتا ہے۔ اس قدر نظریاتی بُعد کے ہوتے ہوئے وہ ایک قوم نہیں ہو سکتے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مسلمان صرف ہندوؤں کے غلبہ سے نجات پانے کے آرزومند نہ تھے بلکہ جس بات نے انہیں حصول پاکستان کے لئے متحرک اور متحد کر دیا وہ اسلامی نشاۃ ثانیہ کی دیرینہ خواہش تھی۔ جس میں عدل و انصاف، جمہوری و اسلامی مساوات، احتیاج سے آزادی اور سماجی فلاح و بہبود کی وہ تمام خوبیاں فروغ پائیں جو قرونِ اولیٰ میں مسلم معاشرے کا طرۂ امتیاز تھیں۔

قرارداد مقاصد جو 12 مارچ 1949ء کو دستور ساز اسمبلی پاکستان نے منظور کی اس نے نظریہ پاکستان اور محرکات پاکستان کو بالکل واضح کر دیا۔ اس کے ابتدائی چند نکات ملاحظہ فرمائیں: یاد رہے کہ یہ قرارداد 1973ء کے آئین کا حصہ بن چکی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکتِ غیر حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
امت کیلئے خودغرضی کی تباہ کاریاں (خطبہ حرم)	6
دعوت وتبلیغ دین اور ہمارے اسلاف	8
علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی صحافت	10
فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	14
مشکوٰۃ المصابیح کے شروح وتراجم	17
طب وصحت	19
منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل	20
پیغام ٹی وی کی نشریات جنوبی پنجاب میں	21
اخبار الجماعۃ	22

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث''
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ ..... 500/- روپے
ششماہی ..... 300/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 535/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 5500/- روپے
فی پرچہ ..... 15/- روپے

سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''السٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے، چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہٰذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد و خودمختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے۔

جس میں اصولِ جمہوریت وحریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

23 مارچ 1940ء یعنی کم وبیش پون صدی قبل اسلامیان برصغیر نے قیام پاکستان کا جو عہد کیا تھا اور قوم کے سامنے آزاد مملکت کا تصور پیش ہوا اور قرارداد پاکستان منظور ہوئی پھر چشم کائنات نے دیکھا کہ سات سال کے مختصر عرصہ میں مسلمانوں کے اتحاد، قیادت کی بالغ نظری، دوراندیشی، مسلمانوں کی بیش قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 14 اگست 1947ء کو وہ مملکت نقشہ عالم پر ظہور پذیر ہوگئی۔ آج مینار پاکستان کا میدان حکمرانوں سے زبان حال سے سوال کرتا ہے کہ اسلامیان برصغیر کے نمائندہ اجتماع نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ وہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلامی اقدار کی فرمانروائی ہوگی اور وہ اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق اپنی زندگی آزادی کے ساتھ گزار سکیں گے۔ ہم نے اپنے عہد سے اعراض کیا جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں نے بھی ہم سے منہ موڑ لیا۔ ہم بے شمار مصائب و آلام کا شکار ہوگئے۔ غیروں کے دستِ نگر بن کر رہ گئے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے اللہ تعالیٰ سے صحیح رشتہ جوڑ لیں اور ملک عزیز کے حقیقی مقاصد کے حصول کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔ پھر اسی اتحاد، جوش عمل اور ایثار سے کام لیں جو تحریک پاکستان میں ہمارا سرمایۂ عمل تھا۔ نیز کتاب وسنت کے نظام کو عملی طور پر نافذ کردیں، یہی قرارداد پاکستان کا تقاضا ہے اور اسی طرح مشکلات کا بھی ازالہ ہوسکتا ہے۔ ان شاء اللہ

سعودی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر شیخ صالح بن عبدالعزیز آلِ شیخ سے سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی ملاقات

پاکستان کو ملنے والی ڈیڑھ ارب ڈالر کی امداد اور قحط سالی سے متاثرہ تھر کی عوام کے لیے مدد پر سعودی حکومت کا شکریہ ادا کیا۔

ایٹمی صلاحیت کے مالک پاکستان پر بڑا فخر ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب کا استحکام عالم اسلام کی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ سعودی وزیر مذہبی امور

14 مارچ 2014ء ریاض/لاہور:۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے ریاض میں سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور ڈاکٹر شیخ صالح بن عبدالعزیز آلِ شیخ سے انکے دفتر میں ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ خصوصا پاکستان کو ملنے والی ڈیڑھ ارب ڈالر کی امداد اور قحط سالی سے متاثرہ تھر کے عوام کے لیے مدد پر سعودی حکومت کا شکریہ ادا کیا۔ سعودی وزیر نے پاکستان اور سعودی عرب کے قریبی تعلقات اور خادم حرمین شریفین کے پاکستان کے متعلق محبت بھرے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سعودی عرب پاکستان میں امن، ترقی اور خوشحالی کا خواہاں ہے۔ ایک ایٹمی صلاحیت کے مالک مسلم ملک کے حوالے سے ہمیں پاکستان پر بڑا فخر ہے۔ پاکستان اور سعودی عرب کا استحکام عالم اسلام کی ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ پاکستانی قوم حرمین شریفین کے تقدس اور اسکی حفاظت کے لیے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ پاکستان میں توحید وسنت کی دعوت کے پرچار اور رفاہی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے ہم مختلف فورمز پر متحرک ہیں۔ سعودی وزیر نے کہا کہ دین اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت وترقی کے لئے کسی ایک ایسے نقطہ اور مرکز کو ضرور تلاش کرنا چاہیے جس کے اردگرد اجتماعیت کے ساتھ اسلام مخالف تحریکات کا مقابلہ کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانیت کی بنیاد پر اخوت، ہمدردی اور پیار ومحبت کا معاملہ انتہائی اہم اور ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ امن وامان قائم رہ سکتا ہے اور نہ خاطر خواہ ترقی۔ سعودی وزیر نے کہا کہ خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے دنیا بھر میں جاری جدوجہد کا بھی ذکر کیا۔ ساجد میر نے انہیں خطے میں امن و استحکام اور خوشحالی کیلئے کئے جانے والے اقدامات کے بارے میں آگاہ کیا اور افغان مسئلے کے پرامن حل کیلئے پاکستان کے کردار کے بارے میں بتایا۔ سعودی وزیر نے پاکستان اور سعودی عرب کی سلامتی یکساں ہے، سعودی عرب پاکستان میں توانائی بحران ختم کرنے میں مدد کرے گا۔ ساجد میر نے کہا کہ پاکستان کی قیادت اور عوام شاہ عبداللہ کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پاکستانی عوام سعودی عرب کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں۔ پاکستان کیساتھ سعودی عرب کی دوستی نئی نہیں، بلکہ یہ مشترکہ مذہبی اور تاریخی اقدار پر قائم ہے۔ پاکستان کیساتھ تعلقات مضبوط ہو رہے ہیں۔ ساجد میر نے مشکل کی ہر گھڑی خصوصا سیلاب اور قدرتی آفات میں سعودی عرب کی فراخدلانہ امداد پر سعودی حکومت کا شکریہ ادا کیا۔ شیخ صالح نے پروفیسر ساجد میر، پیغام ٹی وی اور انکی جماعت کی علمی، دعوتی اور سماجی خدمات کو سراہا اور یقین دلایا کہ اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی خدمت کے لیے سعودی عرب ہراول دستے کا کردار ادا کرے گا۔ ملاقات میں ناظم اعلی ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے)، مولانا علی محمد ابوتراب اور مولانا عبدالمالک مجاہد بھی شریک تھے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

تعزیت اور اس کے آداب؟

سوال ہمارے معاشرے میں تعزیت کے متعلق بہت سی رسومات ایسی ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں تعزیت کے متعلق آگاہ کریں کہ اس کے آداب کیا ہیں؟؟

جواب تعزیت کا لغوی معنی تسلی دینا ہے۔ اصطلاحی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ مصیبت زدہ یا میت کے اقارب سے اظہار افسوس کرنا، انہیں تسلی دینا، صبر کی تلقین کرنا اور ایسی باتیں کرنا جن سے ان کا غم ہلکا ہو۔ اس کے علاوہ میت کے لئے دعا کرنا بھی اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ تعزیت کرنا مومن سے ہمدردی کا اظہار ہے اور مومن سے ہمدردی جزو ایمان ہے، اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جو مومن اپنے بھائی کو کسی مصیبت پر تسلی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن عزت افزائی کا لباس پہنائیں گے۔ (ابن ماجہ، الجنائز: ۱۶۰۱)

محققین حدیث نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، چنانچہ محدث العصر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو احادیث صحیحہ میں نقل کیا ہے۔ (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ: ۱۹۵)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اسے قیامت کے دن مصیبت زدہ کے برابر ثواب ملے گا۔'' (ترمذی، الجنائز: ۱۰۳۷)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی لخت جگر سے بایں الفاظ تعزیت کی تھی: ''اللہ ہی کیلئے تھا جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے، اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے لہٰذا صبر کر کے اس کا اجر و ثواب لینا چاہیے۔ (بخاری، الجنائز: ۱۲۸۴) مختلف احادیث کے پیش نظر تعزیت کے درج ذیل آداب ہیں:

☆ اہل میت سے ہمدردی کرتے ہوئے ان کیلئے دعا خیر کی جائے اور انہیں صبر کی تلقین کرنا چاہیے۔ ☆ گھر والوں کی ہر ممکن مدد کی جائے، ان کے لئے وقت اور مال کی قربانی دی جائے۔ ☆ تعزیت کیلئے مناسب وقت کا انتخاب اور محدود مدت کیلئے ان کے ہاں ٹھہرا جائے۔ ☆ کھانے پینے کے اوقات میں ان کے ہاں جانے سے پرہیز کیا جائے تاکہ وہ خواہ مخواہ تکلف میں نہ پڑیں۔ ☆ وہاں بیٹھ کر لغو گفتگو نہ کی جائے اور سنت کے مطابق ان کے غم میں شریک ہو کر میت کیلئے دعا مغفرت کی جائے۔ ☆ مروجہ طریقہ تعزیت سے گریز کریں جیسا کہ آنے والا ''فاتحہ'' کہہ کر اپنی حاضری لگواتا ہے۔ ☆ وہاں فارغ نہ بیٹھیں بلکہ ذکر اور دعا و استغفار میں خود کو مصروف رکھیں۔

ایصال ثواب کی صورتیں

سوال ہمارے ہاں میت کے ایصال ثواب کیلئے بہت سی رسومات ادا کی جاتی ہیں، مثلاً قل خوانی، رسم فاتحہ، رسم سوئم، دسواں، چالیسواں اور برسی وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، قرآن وحدیث کے مطابق میت کیلئے ایصال ثواب کی کونسی صورت جائز ہے؟؟

جواب ہمارے معاشرہ میں لواحقین کی طرف سے میت کے ایصال ثواب کیلئے برادری کو دعوت دی جاتی ہے اور ان کیلئے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام اسے انتہائی ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اہل میت کے ہاں اجتماع اور کھانے کا اہتمام ہمارے ہاں نوحہ شمار کیا جاتا تھا (جو شریعت میں جائز نہیں)۔ (مسند امام احمد ص ۲۰۴ ج ۲)

اس قسم کی دعوت کو ایصال ثواب کا نام دے کر رواج دیا جاتا ہے جس کی شریعت میں کوئی دلیل نہیں۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین صورتوں کے علاوہ اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، وہ تین چیزیں یہ ہیں: ☆ جاری رہنے والا صدقہ، ☆ وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے، ☆ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔ (صحیح مسلم، الجنائز: ۱۶۳۱)

جاری رہنے والے صدقہ سے مراد وہ اشیاء ہیں جو لوگوں کیلئے خیر کا باعث بنی رہیں، جب تک یہ موجود رہیں گی میت کو ان کا ثواب پہنچتا رہے گا۔ مثلاً مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ یا کوئی اور رفاہ عامہ کے کام کر جانا۔ اسی طرح کسی ہسپتال یا ڈسپنسری کی تعمیر بھی اس میں شامل ہے، پانی پلانے کا اہتمام بھی صدقہ جاریہ ہے۔ لوگوں کو فائدہ دینے والے علم سے یہ مراد ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیم، دینی اصلاح کیلئے وعظ و نصیحت کا بندوبست یا کوئی بھی دین کی نشر و اشاعت کیلئے کام کرنا۔ مثلاً دینی کتاب تالیف کرنا، کیسٹ یا سی ڈی کیلئے تقاریر محفوظ کر جانا یا

کوئی بھی سائنسی ایجاد جس سے لوگ استفادہ کریں، نیز دینی شاگرد بھی بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔ ہمارے نزدیک اپنی اولاد کی شرعی بنیادوں پر تربیت سب سے بڑھ کر صدقہ جاریہ ہے جو میت کیلئے دعا مغفرت کرتی رہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ جنت میں نیک آدمی کا درجہ بلند فرمائے گا، آدمی عرض کرے گا یا اللہ! یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تیرے بیٹے نے تیرے لئے دعا مغفرت کی تھی۔ (مسند امام احمد) ویسے بھی اولاد کے نیک اعمال کا ثواب ازخود والدین کو پہنچتا رہتا ہے اگرچہ اولاد ایصال ثواب کی نیت نہ بھی کرے، اس کا ذکر متعدد احادیث میں ہے۔ ان کے علاوہ درج ذیل صورتیں بھی ایصال ثواب کی ہیں:

☆ میت کیلئے دعا مغفرت کرنا خواہ کوئی بھی ہو، ☆ میت کی طرف سے قرض کی ادائیگی، ☆ میت کی طرف سے حج بدل کرنا، ☆ گھر والوں کو قرآن وحدیث کا پیرو بنانا، ☆ والدین کے دوست واحباب کی عزت اور ان کے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ یہ ہیں وہ چند امور جو ایصال ثواب کیلئے کارگر ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

علی مشکل کشا ہونے کا عقیدہ

سوال ہمارے ہاں اکثریت کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں اور مصائب کے وقت وہ کسی کی مدد کر سکتے، اس قسم کے عقیدہ کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے؟

جواب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشکل کشا ہونے کا عقیدہ رکھنا ایک مشرکانہ عقیدہ ہے کیونکہ مشکل کشا ہونے کی خصوصیت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کیلئے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا اسے دور نہیں کر سکتا، اور اگر وہ آپ کو کوئی بھلائی دینا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔'' (یونس: ۱۰۷)

یہ آیت کریمہ اور قرآن کریم کی متعدد دوسری آیات اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی دوسرا مشکل کشا یا حاجت روا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مشکل کشا ہونے کا عقیدہ رکھنا مذکورہ آیت کے خلاف ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور وہ اپنے قاتل کے منصوبے کو اپنی زندگی میں ناکام نہ کر سکے، وفات پانے کے بعد وہ کیسے مشکل کشا بن سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ایک قوم آپ کو اپنا پروردگار اور خالق ورازق مانتی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ تین دن تک بلا کر انہیں توبہ کرنے اور اپنے مشرکانہ عقیدے سے رجوع کرنے کی تلقین کرتے رہے، جب وہ اپنے اس عقیدے سے باز نہ آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں آگ کی خندق میں ڈال کر جلا دیا تھا۔ (فتح الباری ص ۳۳۴ ج ۱۲)

اس بات کی تاریخ بھی گواہی دیتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں کئی قسم کی مشکلات میں گھرے رہے اور وہ اپنے مصائب کو دور نہ کر سکے تو فوت ہونے کے بعد وہ دوسروں کی مشکلات کیونکر دور کر سکتے ہیں؟ مشکل کشا اور حاجت روا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''لاچار اور بے کس کی پکار کو جبکہ وہ پکارے کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے۔'' (النمل: ۶۲)

اس آیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہی اللہ ہے جسے شدائد کے وقت پکارا جاتا ہے اور مصائب کے وقت جس سے امیدیں وابستہ کی جا سکتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی دوسری ہستی ایسی نہیں جسکی طرف مصیبت کے وقت رجوع کیا جا سکے اور وہ کوئی تکلیف دور کر سکے۔ بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مشکل کشا ہونے کا عقیدہ رکھنا کتاب وسنت کے خلاف ہے اور تاریخی حقائق بھی اس عقیدے کے خلاف ہیں۔ (واللہ اعلم)

زانی شخص کا توبہ کے بغیر مرنا

سوال ایک شخص اپنی زندگی میں زنا کرتا رہا، اسے دنیا میں کوئی سزا نہ ملی اور وہ توبہ کے بغیر مر گیا تو روزِ قیامت اس کی مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے یا وہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں سزا پاتا رہے گا، کتاب وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں؟؟

جواب جو شخص اپنی زندگی میں زنا کا ارتکاب کرتا رہے اور اسی پر استمرار کرتے ہوئے مر جائے، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق معاملہ کرے گا اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے سزا دے کر اس جرم سے پاک کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو اگر چاہے تو معاف کر دے۔'' (النساء: ۴۸)

متواتر احادیث میں ہے کہ گناہ گار موحدین کو جہنم سے نکال لیا جائے گا، جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے، آپ نے فرمایا: ''تم ان باتوں پر میری بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، چوری کا ارتکاب نہیں کرو گے، بدکاری کے مرتکب نہیں ہو گے اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کرو گے، جھوٹا بہتان بھی نہیں لگاؤ گے نیز نیکی کے معاملات میں نافرمانی نہیں کرو گے، آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا:

تم میں سے جو ان باتوں کو پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو شخص ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں سزا مل جائے تو وہ سزا اس کیلئے کفارہ ہو گی اور جس نے ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے سزا دے۔'' (بخاری، الایمان: ۱۳)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو انسان دنیا میں زنا کرتا رہا اور اسے دنیا میں کوئی سزا نہ ملی بلکہ وہ توبہ کے بغیر مر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اپنی مشیت کے مطابق معاملہ کرے گا اگر چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے سزا دے کر اس گناہ سے پاک کر دے، امید ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ ہمیشہ کیلئے جہنم میں نہیں رکھے گا۔ (واللہ اعلم)

امت کے لیے خود غرضی کی تباہ کاریاں

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر سعود الشریم حفظہ اللہ

مترجم —— جناب حافظ محمد سرور —— نظر ثانی —— جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد:

لوگو! میں تمہیں اور اپنے آپ کو وہی نصیحت کرتا ہوں جو اللہ نے اگلوں پچھلوں کو فرمائی اور کہا:

﴿ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ ﴾ (النساء:۱۳۱)

''تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انہیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو۔''

اس لیے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، خلوت ہو یا جلوت، غصہ ہو یا خوشی، اسی کو نگران جانو، اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر بجالاؤ کہ بالآخر تمہیں اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

اے بندگانِ الٰہی! چار حرفوں پر مشتمل ایک لفظ ایسا ہے کہ اس میں کوئی پانچواں حرف شامل نہیں لیکن یہ اس قدر تاثیر کا حامل لفظ ہے کہ جب ایک معنوی ہتھوڑے کی شکل میں کسی منظم معاشرے کی بے شمار اینٹوں میں سے ایک اینٹ یعنی کسی ایک فرد پر پڑتا ہے تو لازمی طور پر ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے، ایک شگاف پڑتا ہے جس سے اس کے آس پاس کی ساری اینٹیں گرنے لگتی ہیں اور ہوتے ہوتے اس کا اثر بنیاد تک جا پہنچتا ہے۔ اگر مکمل بنیاد یا اس کا کچھ حصہ گرنے سے محفوظ بھی رہے تو ایک مرتبہ ساری بنیاد لرز کر ضرور رہ جاتی ہے۔ لیکن جب صورتحال یہ ہو تو ساری بنیاد کا گرنا بھی کچھ محال نہیں۔

ہاں! اے اللہ کے بندو! بظاہر تو یہ چار حرفوں سے بنا ہوا ایک لفظ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے کئی کتابوں اور جلدوں پر حاوی ہے۔ یہ چار حروف ایک ایسا لفظ بناتے ہیں جو معاشروں کے حلق میں اٹک جاتا ہے، جس کی وجہ سے خیر خواہوں اور رہنماؤں کے گلے بیٹھ جاتے ہیں اور جو صبح شام ایک بے لگام گھوڑے کی شکل میں معاشروں کی اخلاقیات پامال کرتا رہتا ہے۔

یہ وہی چار حروف ہیں جسے ہم سب یا ہم میں سے اکثر ''اَثَرَہ'' یعنی خود غرضی کے معروف لفظ سے جانتے ہیں۔ ہاں یہ خود غرضی ہی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے انانیت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں جیسا کہ ہمارے ہاں یہ ایک عام رائج لفظ ہے۔ کچھ دانشور اسے اَنَا یا خود پسندی سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ بہر حال الفاظ جتنے بھی ہوں، حقیقت ایک ہی ہے اور لوگوں میں خواہ اس کی کتنی ہی تعبیریں یا الفاظ رائج ہوں، مذمت سب پر یکساں انداز سے لاگو ہوتی ہے۔

اللہ کے بندو! ہاں، یہ خود غرضی ہی ہے یعنی اپنی ذات سے یوں محبت کرنا کہ اس کی خواہشیں اور رغبتیں پوری کرنے کے لیے دوسرے لوگوں کے حقوق کو پس پشت ڈال دیا جائے۔

یہ خود غرضی ہی ہے جو یوں اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے کہ آدمی ہر شے کو صرف ایک ہی تنگ زاویے سے دیکھنے لگتا ہے، اس کے سامنے صرف اپنی ذات اور اپنا فائدہ ہوتا ہے اور وہ اپنے مفادات پانے کے لیے دوسرے مسلمانوں کے فوائد دیوار پر دے مارتا ہے۔

ایسے آدمی کی لغت میں خاندان یا معاشرے کے فائدے جیسے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ پوری زندگی لوگوں کا نہیں بلکہ صرف اپنا فائدہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو ایمان کی مٹھاس سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ اس بدترین خصلت کے ہوتے ہوئے ایمان کی مٹھاس موجود نہیں رہ سکتی۔

اور ہو بھی کیسے؟ کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

''مَیں'' کا لفظ آدمی کے اندر آہستہ آہستہ اتنا غرور بھر دیتا ہے کہ بالآخر یہ غرور عقلی اور اخلاقی ناسور بن جاتا ہے۔ پھر آدمی صرف ''مَیں'' کا لفظ ہی صحیح طرح سے ادا کر سکتا ہے۔ باہمی معاملہ بندی کے لیے بھی صرف اسی وقت قدم بڑھاتا ہے جب یہ پوچھ لے کہ ''مجھے کیا ملے گا؟'' اس طرح اس کی مثال انا پسندوں کے اس قافلے کی سی ہو جاتی ہے جن میں سے ایک فرعون تھا، جس نے کہا تھا کہ

﴿فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾ (النازعات:۲۴)

''میں'' تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔''

اسی طرح نمرود بھی کہ جس نے کہا تھا:

﴿قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ﴾ (البقرۃ:۲۵۸)

''زندگی اور موت ''میرے اختیار'' میں ہے۔''

اس دوڑ میں انا پسندوں کا امام یعنی ''ابلیس'' سب سے آگے ہے جو اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ انا پسندوں کے اخلاق کو روند کے رکھ دیتا ہے۔ اسی نے اپنے خالق اور مالک کو کہا تھا: ''میں'' اُس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسے مٹی سے۔'' (الاعراف:12)

اللہ کے بندو! کسی بھی معاشرے کا وقار اس کے اخلاق میں مضمر ہوتا ہے۔ اگر ہر فرد اپنے آپ کو معاشرے کا ایک حصہ نہ سمجھے تو پھر وہ صرف خود کو ہی سارا معاشرہ سمجھنے لگتا ہے اور یہ خود غرضی کی تباہ کن خصلت ہے۔

ایسا معاشرہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا جس کا ہر فرد صرف ''میں'' کہنا جانتا ہو۔ معاشرہ تو ایک خاندان کی طرح ہوتا ہے جس کے تمام افراد اپنے فوائد کے حصول کے لیے اور نقصانات سے بچنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے یا تو عمومی فائدہ ہوتا ہے جسے حاصل کر لیا جاتا ہے یا عمومی نقصان جس سے بچا جاتا ہے۔ وہ ''میں'' کے لفظ کو دیوار پر دے مارتے ہیں کیونکہ ایسا معاشرہ کبھی زندہ نہیں رہ سکتا جس کا ہر فرد صرف اپنی ذات کو پیش نظر رکھے۔

بلکہ اس وقت تک معاشروں کی فہرست بھی سیدھی نہیں ہوتی جب تک ان میں دوسروں کے حقوق کا شعور نہ ہو۔ یہ حقوق اللہ نے ہر فرد پر عائد کیے ہیں تاکہ وہ انہیں نبھا کر اللہ کی رضا حاصل کر سکے اور ایسا نہ ہو کہ دوسروں کو فراموش کر کے صرف اپنی ہی ذات کو خوش کرنے میں لگا رہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

''حدود اللہ کی پاسداری کرنے والے آدمی کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے ایک بحری بیڑے پر اپنی نشستوں کا تعین کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی، پھر کچھ لوگوں کے حصے میں اوپر کی منزل آئی اور کچھ کے حصے میں نیچے کی۔ نچلی منزل کے لوگوں کو پانی حاصل کرنے کے لیے جب بار بار اوپر جانا پڑا تو وہ کہنے لگے کہ ''کیوں نہ ہم اپنے حصے کا پانی حاصل کرنے کے لیے پیندے میں سوراخ کر لیں تاکہ اوپر والوں کو ہماری وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہو۔ اب اگر اوپر والے ان کو ان کے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیں گے تو لازمی طور پر سب ہلاک ہو جائیں گے لیکن اگر ان کا ہاتھ روک لیں گے تو وہ خود بھی محفوظ رہیں گے اور دوسرے تمام لوگ بھی (بخاری)

جی ہاں، اگر بالائی منزل والوں پر مفاد پرستی غالب آ جائے اور وہ کہیں کہ ''ہمیں ان سے کیا لینا دینا؟'' تو لازمی طور پر سب ہلاک ہو جائیں گے کیونکہ جہاں ایک معاشرے کی عمومی مصلحت کا کوئی تقاضا ہو، وہاں ذاتی فائدے کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

ہماری عظیم شریعت نے اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اپنی ذات کو ہر ایسی خصلت سے پاک کیا جائے جو اس کے لیے باعث عیب ہو۔ چنانچہ ہر ایسی بات کا خاتمہ کیا گیا جس کے اندر تکبر، غرور اور خود پسندی کا کوئی شائبہ ہو اور جو اس بات کی بنیاد بنتی ہو کہ آدمی دوسروں کے فوائد بھلا کر صرف اپنے مفادات پر نظر رکھے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک قرض کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جو کہ میرے والد کے ذمے واجب الادا تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ ﷺ نے پوچھا ''کون ہے؟'' میں نے جواب دیا ''میں ہوں'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مَیں مَیں کیا جواب ہوا؟'' یعنی آپ ﷺ نے اسے برا جانا۔ (مسلم)

اب دیکھئے کہ یہ ہمارے روز مرہ معمولات میں بار بار دہرایا جانے والا کلمہ ہے، عام طور پر اس لفظ کو بولنے کا یہ مطلب بھی نہیں لیا جاتا کہ بولنے والا اِترا رہا ہے یا اپنے تعارف کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد بھی ہے لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے اس لفظ کو ناپسند جانا، صرف اس لیے کہ اپنی امت میں عاجزی اور نرم مزاجی کو پروان چڑھائیں اور اسے غرور، تکبر اور خود پرستی کی تمام صورتوں سے دور رکھیں۔ سوائے ان صورتوں کے جو اللہ نے آدمی کے لیے جائز رکھی ہیں۔

لیکن دیکھئے کہ کتنے معاشرے ہیں جن میں مفاد پرستی زوروں پر ہے۔ خاندان ہو، پڑوسی ہوں، جان پہچان والے ہوں یا بازار سے تعلق رکھنے والے لوگ، ہر جگہ مفاد پرستی اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے۔ رضا کارانہ کام کا فقدان ہے اور ذاتی مصلحت کا الاؤ بھڑک رہا ہے۔ جائز سفارش کرنے اور لوگوں کا فائدہ سوچنے کی صفات زندہ درگور ہو چکی ہیں جبکہ رشوت، خیانت اور چھینا جھپٹی عروج پر ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت پر ذخیرہ اندوزی اور دولت سمیٹنے کی حرص کو حرام قرار دیا ہے۔ مفاد پرستی سے آدمی کے اندر اس قدر پیاس اور پیٹ بھرنے کا اتنا لالچ پیدا ہو جاتا ہے کہ اسے سوائے اس کے کوئی بات ہی نہیں آتی کہ ''اور لاؤ، اور لاؤ'' پکارتا رہے۔ یہی باتیں ہیں جن سے معاشرے تباہ ہو جاتے ہیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آدمی کو'' میں، میری'' اور ''میرے پاس'' جیسے لفظوں سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ تین ایسے الفاظ ہیں جن میں ابلیس، فرعون اور قارون مبتلا ہوئے تھے۔ چنانچہ ابلیس نے کہا تھا ''میں بہتر ہوں۔'' فرعون نے کہا: مصر کی بادشاہت ''میری'' ہے اور قارون نے کہا: ''مجھے یہ سب کچھ اس علم کے بل بوتے پر ملا ہے جو ''میرے پاس'' ہے۔''

چنانچہ ہمارے نبی ﷺ کی سیرت اور رہنمائی کے کیا کہنے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو تلقین فرمائی کہ خود غرضی کا مقابلہ خود غرضی کے ساتھ نہ کریں کیونکہ یہ تو بیماری کا علاج بیماری کے ساتھ ہی کرنے کے مترادف ہو گا۔ آپ ﷺ نے ان صفات کی جانب ہماری رہنمائی فرمائی جن سے نفس بلندی پاتا ہے اور امت کا اور معاشرے کا عمومی فائدہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔

آپ ﷺ صرف خیر کی جانب رہنمائی فرماتے ہیں اور اگر منع کرتے ہیں تو صرف شر سے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''تم میرے بعد خود غرضی اور ایسے ایسے امور دیکھو گے جو تمہارے لیے نئے ہوں گے۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کا حق ادا کرنا اور اپنے حق کے لیے اللہ سے سوال کرنا'' جبکہ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ''تم صبر کرنا حتی کہ مجھ سے آ ملو'' (بخاری)

اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے لیے قرآن و سنت میں برکت دے اور مجھے اور آپ سب کو ان کی آیات، ذکر اور حکمت سے فائدہ پہنچائے۔

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد، اللہ کے بندو!

اسلام اگر کسی چیز کی مذمت کرتا ہے تو اس کی ضد کی تعریف بھی کرتا ہے۔ چنانچہ اگر کچھ ایسے مقامات ہیں کہ جہاں ''میں'' کا لفظ بولنا برا ہے تو کچھ ایسے مقامات بھی ہیں کہ جہاں یہ لفظ باعث تعریف ہے۔

چنانچہ اصلاح کی غرض سے ''میں'' کا لفظ بولنے اور فساد، تکبر اور غرور کے لیے اس لفظ کو استعمال کرنے میں اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ آسمان اور زمین میں ہے۔ چنانچہ جس نے ایک نبی کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے یوں کہا تھا:

﴿أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾

(النمل:۴۰)

''میں'' آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے اسے لائے دیتا ہوں۔'' اس کی بات انتہائی خوبصورت تھی۔

اسی طرح اس شخص کی بات بھی خوبصورت تھی جس نے ایک مشکل گتھی کو سلجھانے کے لیے کہا:

﴿أَنَا أُنَبِّئُكُم بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ﴾ (یوسف:۴۵)

''میں'' آپ حضرات کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، مجھے ذرا (قید خانے میں یوسف علیہ السلام کے پاس) بھیج دیجیے۔''

اسی طرح جس نے اپنی امانت داری کے اظہار کے لیے اور مفاد عامہ کی غرض سے یوں کہا تھا:

﴿وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ﴾ (النمل:۳۹)

''میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور امانتدار ہوں۔''

اس کی بات بھی عمدہ تھی۔ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی معاملہ ایسا نہیں جس میں مفاد عامہ کو پس پشت ڈال کر صرف اپنی شخصی اور ذاتی منفعت کو پیش نگاہ رکھا گیا ہو۔ یہی وہ ایثار ہے جس کی تعریف میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر:۹)

باقی صفحہ 13 پر

دعوت وتبلیغ دین
اور ہمارے اسلاف

تحریر
جناب مولانا محمد یوسف انور
فیصل آباد

حال ہی میں وزارتِ داخلہ کی جانب سے داخلی سلامتی کو یقینی بنانے اور دہشت گردی سے نبٹنے کے لئے جو 35 نکاتی ایکشن پلان تیار کیا گیا ہے اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ انتہا پسندی کی بڑھتی ہوئی سوچ کو روکنے اور شدت پسندانہ رجحانات پر قابو پانے کے لئے علماء، مساجد و مدارس اور تعلیمی اداروں کی خدمات حاصل کی جائیں۔ وطن عزیز میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کو فروغ دینے اور فروعی و مسلکی اختلافات کو آگے بڑھانے سے تحمل و بردباری کے فقدان اور عدم برداشت و رواداری کی جو مسموم فضا پیدا ہوئی ہے اس نے مفاد پرستوں اور دہشت گردوں کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ دہشت گردی کے اس انداز کو فروغ دینے میں چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سادہ لوح نوجوانوں کو ہی دین و مذہب کے نام پر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس لئے مؤثر طور پر انہیں روکنے کا کام بھی مذہبی دانشور، علماء اور مساجد و مدارس کے خطباء واساتذہ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس ایک ایسا مستقل پلیٹ فارم منبر ومحراب کی صورت میں موجود ہے جسے وسیع تر قومی مفاد اور ملک وقوم کی بہتری کے لئے مثبت انداز میں استعمال کرنے کی ترغیب دی جاسکے۔

دعوت وتبلیغ دین کا یہ مثبت انداز اور ایکشن پلان روزِاول سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کو ذیل کی آیت مبارکہ کے ذریعے دے دیا تھا:

﴿ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (النساء)

''اے نبیؐ! اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور اگر بحث و مباحثہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں بھی خوبصورت طرزِ تکلم اختیار کیجئے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيغاً﴾

(النساء:۶۳)

''یعنی انہیں ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔ قولِ بلیغ اور دلنشیں پیرائے میں بات کریں۔''

حکمت کا جاننا بہت ضروری ہے، صاحبِ حکمت وہ ہے جو عمدہ عقل اور بہتر تدبیر سے کام لے۔ مگر آج دعوت دین کے معاملے میں عام طور پر حکمت کی بجائے حماقت سے کام لیا جاتا ہے جس کے نتائج میں مسلمانوں کی اکثریت مذہب سے بیزار ہو رہی ہے۔ زبردستی منوانا نہ ہی تبلیغ ہے اور نہ ہی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ○ وَلَوْ شَاء اللّهُ مَا أَشْرَكُواْ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ﴾ (الانعام:۱۰۷-۱۰۸)

''یعنی ان مشرکوں کے پیچھے نہ پڑو، اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو (وہ خود ایسا بندوبست کر سکتا تھا) کہ یہ لوگ شرک نہ کرتے، آپ ﷺ کو ہم نے ان پر پاسبان مقرر نہیں کیا اور نہ ہی تم ان پر حوالدار ہو۔''

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو داعی اور مبلغ بنایا گیا ہے کوتوال نہیں۔ آپ ﷺ کا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اس روشنی کو پیش کر دیں اور اس سلسلہ میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں۔ اب اگر کوئی اس حق کو قبول نہیں کرتا تو نہ کرے، آپ ﷺ کو نہ اس کام پر مامور کیا گیا ہے کہ لوگوں کو حق پرست بنا کر ہی رہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی ذمہ داری میں یہ بات شامل ہے کہ آپ ﷺ کے حلقہ نبوت میں کوئی شخص باطل پرست نہ رہ جائے۔ لہٰذا اس سلسلے میں اپنے آپ کو اور اپنے ذہن کو اس فکر میں پریشان نہ کریں کہ اندھوں کو کس طرح بینا بنایا جائے، جو آنکھیں کھول کر دیکھنا ہی نہیں چاہتے انہیں کیسے دکھایا جائے۔ اگر حکمت الٰہی کا تقاضا یہی ہوتا کہ دنیا میں کوئی شخص باطل پرست نہ رہنے دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ سے یہ کام لینے کی کیا ضرورت تھی؟ اسکا تو ایک اشارہ ہی تمام انسانوں کو حق پرست بنا سکتا تھا مگر وہاں تو مقصود سرے سے یہ ہے ہی نہیں بلکہ مقصود تو یہ ہے کہ انسان کے لئے حق اور باطل ان کے انتخاب کی آزادی باقی رہے اور پھر حق کی روشنی اس کے سامنے پیش کر کے اس کی آزمائش کی جائے کہ وہ دونوں میں سے کس کا انتخاب کرتا ہے۔ پس آپ ﷺ کے لئے صحیح طرزِ عمل یہی ہے کہ جو روشنی آپ ﷺ کو دکھائی گئی ہے اس کے اجالے میں سیدھی راہ پر خود بھی چلتے رہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے رہو۔ جو لوگ اس دعوت کو قبول کریں انہیں سینے سے لگاؤ اور ان کا ساتھ نہ چھوڑو، خواہ وہ دنیا کی نگاہ میں کیسے ہی حقیر ہوں۔ جو قبول نہ کریں ان کے پیچھے نہ پڑو، جو برے انجام کی طرف خود جانا چاہتے ہیں اور جانے پر مُصر ہیں اس کی طرف جانے کے لئے انہیں چھوڑ دو۔

﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ (القلم:۴۵)

''میں ان کی رسی دراز کر رہا ہوں، میری تدبیر بڑی زبردست ہے۔''

مبلغ دین کی راہنمائی یوں فرمائی گئی ہے:

''اے نبی! نرمی درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کئے جاؤ اور جاہلوں سے مت الجھو، اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔'' (الاعراف:۱۹۹)

اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظّاً غَلِيظَ الْقَلْبِ لاَنفَضُّواْ مِنْ حَوْلِكَ﴾

(آل عمران:۱۵۹)

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر آپ ﷺ درشت خو اور سخت دل ہوتے تو یہ سب لوگ آپؐ کے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔ چنانچہ آپ ﷺ انہی باتوں کی ہدایت ان لوگوں کو خاص طور پر کرتے تھے جنہیں تبلیغ دین کے لئے مامور کر کے روانہ فرمایا کرتے تھے: ((بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا)) یعنی لوگوں کو دین کی بشارتیں دو، متنفر نہ کرو، لوگوں کے لئے سہولت کا موجب بنو نہ کہ تنگی و سختی کے۔ (بخاری)

مخالف کو نصیحت کا انداز اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیہما السلام کو حکم دیا:

﴿اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ○ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾ (طٰہٰ:۴۳-۴۴)

''تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو چکا ہے مگر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید کہ وہ نصیحت قبول کر لے یا ڈر جائے۔''

کیسا حکمت بھرا فرمان ہے، آدمی کے راہِ راست پر آنے کی دو ہی شکلیں ہیں یا تو تلقین وتبلیغ سے مطمئن ہو کر صحیح راستہ اختیار کر لیتا ہے یا پھر برے انجام سے ڈر کر سیدھا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ بڑے سے بڑے دشمن دین کو دعوت دیتے وقت نرم لہجہ استعمال کرنا ہے تند و تیز جملوں سے مخاطب نہیں کرنا، شفقت آمیز لہجے میں بات ہو کہ سامع کے دل میں اتر جائے۔ اس کے ساتھ ہی مبلغ کو یہ حکم بھی دیا گیا کہ ''ولا تنیا فی ذکری'' یعنی میرے ذکر سے سستی نہ برتنا بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ ایسا مؤثر سلیقہ نصیب ہو کہ سننے والا سوچنے پر مجبور ہو جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ﴾ (المومنون:۹۶)

''اے محمد ﷺ! برائی کو اس طریقے سے دفع کرو جو بہترین ہو، جو کچھ باتیں وہ آپ پر بناتے ہیں وہ ہمیں خوب معلوم ہیں۔''

دعوت میں برائی کا جواب برائی سے نہ دے بلکہ اپنے پیغمبر کا اسوۂ اپنائے اور یہ یقین رکھے کہ اسی مشن پر قائم رہنا ہے کیونکہ میری پشت پر خالق کائنات کی تائید و نصرت ہے، لہٰذا داعی فکر مند نہ ہو، پریشان تو وہ ہو جس کا رب نہ ہو۔

ماضی قریب کے ہمارے علمائے سلف اسوۂ حسنہ کے آئینہ دار اور نمونہ عمل تھے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی سالانہ کانفرنسوں اور بہت سے مقامات کے سالانہ جلسوں میں خطبہ جمعہ عام طور پر حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی یا حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ مسلک اہلحدیث کی صداقت کو موضوع سخن بناتے ہوئے ان کا اندازِ بیان بڑا مثبت ہوتا۔ محدثین کرام کی خدمات کے ساتھ ساتھ ائمہ کی فقاہت و اختلافات کا ایسا خوبصورت تذکرہ فرماتے کہ بات دل میں اترتی چلی جاتی۔ خطبہ کے آخر میں وقتی سیاسیات و مسائل پر تبصرہ بھی جاندار فرماتے جس میں قائدانہ رہنمائی ہوتی۔ ان کے اپنے اپنے مقامات پر خطبات جمعہ خصوصاً عیدین کے خطبات ملکی حالات کا رخ پھیر دیتے اور بعض اوقات حکومتی ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا۔ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی اور مولانا محمد یحییٰ شرقپوری کی دعوت و ارشاد کا انداز کس قدر میٹھا اور پیارا تھا۔ حضرت الاستاذ حافظ محمد گوندلوی جو علم و عرفان کے بحر بیکراں تھے مگر خطبہ جمعہ بڑے عام فہم طریق سے ارشاد فرماتے۔ ماموں کانجن کانفرنس کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمانے لگے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے لیکن جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی، رسول اللہ ﷺ بھی اور اولیاء اللہ بھی لوگوں کے حالات و واقعات کو دیکھ رہے ہیں اور التجائیں سنتے ہیں ایسے عقیدہ دانوں پر تو زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب یہ سبھی بزرگ دیکھ رہے ہیں تو ہمیں زیادہ محتاط ہو کر اپنے کردار کو سنوارنا چاہئے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بدعملی میں اور احکاماتِ دینیہ کو فراموش کرنے میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ مولانا عبدالمجید سوہدروی مضبوط جسم و جان اور خوبصورت قد کاٹھ میں محبت و رافت والی شخصیت تھے۔ مناظروں اور جلسوں کی صدارت انہی کو سونپی جاتی، ان کی گفتگو ادبیت اور حکمت و دانش سے لبریز ہوتی۔ مولانا حافظ عبدالحق صدیقی جیسے دبنگ اور بیباک مقرر اب کہاں؟ مگر جوش و جذبہ سے خطاب کرتے ہوئے اعتدال و رواداری کو پوری طرح ملحوظ رکھتے۔

مولانا سید ابوبکر غزنوی کی خطابت کا ایک مخصوص اسلوب تھا جو سامعین کو خوب متاثر کرتا۔ عربی، فارسی اور اردو کے برمحل اشعار سے ان کی تقریر کی تاثیر دوچند ہو جاتی۔ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف قلم و قرطاس اور تحقیق و تصنیف میں طرۂ امتیاز رکھتے تھے لیکن مسجد مبارک اسلامیہ کالج لاہور میں ایک مدت تک خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ حالات حاضرہ کے تناظر میں پیش آمدہ مسائل پر نہایت شستہ اور صاف ستھری زبان میں اظہار خیال فرماتے۔ حضرت مولانا معین الدین لکھوی کے دینی و سیاسی مسائل و احوال کے بیان میں حکمت و موعظت بھری ہوتی، بعض اوقات اپنے جدامجد حافظ محمد لکھوی کے پنجابی اشعار ترنم سے پڑھتے تو روحانیت کا ایک سماں بندھ جاتا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ (گوجرانوالہ) کے خطبات جمعہ اور عظیم اجتماعات میں کی جانے والی تقریروں میں نہایت سلیس اور سچے تلے الفاظ سامعین کے کانوں میں رس گھولتے۔ وہ مثبت اور فکر انگیز پیرائے میں تقلیدی مذاہب پر دردمندانہ تنقید فرماتے اور قرآن و حدیث کی صافی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی لطف انگیز ترغیب دیتے۔ ہمارے مرحوم دوست مولانا محمد اعظم کی خطابت بڑی معرکہ آرا ہوتی، کسی مداہنت کے بغیر اپنا مسلک واشگاف مگر اثبات سے بیان کرتے۔

ضیغم اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیر کی گھن گرج اور شعلہ نوا خطابت میں جارحیت کی بجائے ایسی تفہیمی و فکری گفتگو ہوتی کہ غور و فکر کے دریچے کھلتے چلے جاتے۔ ماہِ رواں مارچ میں ان کی شہادت کا سانحہ رونما ہوا جس میں ان کے رفیق خاص اور عوام کے محبوب خطیب مولانا حبیب الرحمان یزدانی نے بھی شہادت کا جام نوش کیا تھا، دونوں کی للکار اور انقلابی خطابت اپنی مثال آپ تھی۔ قارئین کہیں گے کہ یہ تو علم و عمل کی بلند مرتبت شخصیات کا تذکار تھا ''چہ نسبت خاک لعالم پاک را'' والی بات ہے تو آیئے اب دوسری اہم صف کے مشاہیر خطباء اور اسٹیج کے شاہسوار مقررین و متکلمین کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے تبلیغ دین اور مسلکی خدمات میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

مولانا سید عبدالغنی شاہ کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی توحید باری تعالیٰ کے زیر عنوان تقاریر، حافظ محمد اسماعیل ذبیح کی اسی بنیادی موضوع پر آیات قرآنیہ کی بارش اور خطابت کا خوشکن تسلسل بھلائے نہیں بھولتا۔ حافظ محمد اسماعیل روپڑی کی دلنشیں آواز میں تقریر کے دوران تلاوت کلام باری اور پنجابی و اردو اشعار سے مزین خطابت۔ مولانا صمصام اور مولانا عبداللہ ثانی کی خوش نوائی اور سحر انگیز بیان و کلام۔ مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا احمد الدین گکھڑوی، حافظ عبدالقادر روپڑی اور مولانا محمد صدیق کے مناظرانہ طرزِ تکلم اور حاضر جوابی کا کہاں تک ذکر کیا جائے جن کے آگے مدِ مقابل کی دال بالکل نہ گلتی تھی لیکن یہ پاک طینت حضرات نہایت مثبت و مدلل طور پر مافی الضمیر کا اظہار کرتے ہوئے فریق مخالف کو لاجواب ٹھہراتے۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری کی نکتہ آفرینی و شگفتہ بیانی، مولانا

باقی صفحہ 18 پر

شہید اسلام علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی صحافت

تحریر: جناب بشیر انصاری ایم۔اے

قسط نمبر 2

نظریہ پاکستان

جب تک قوم اسلام اور نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لئے سینہ سپر نہیں ہوگی اس وقت تک عزت و برتری کی زندگی بسر کرنے کا مسئلہ شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہاں حکمرانوں سے لے کر ہر ایرے غیرے تک کو کھلی چھٹی ہے کہ وہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے بارے میں جو جی میں آئے کہتا اور لکھتا رہے۔ نتیجتاً لوگوں کے دل و دماغ سے اسلام کی چاہت اور اسلام کا احترام ختم ہو رہا ہے اور جب اس دین سے لوگوں کی وابستگی ختم ہوگئی تو پھر اس ملک سے کس طرح وابستگی باقی رہ سکتی ہے؟ اگر اس نظریئے کو قومی سطح پر جھٹلا دیا جائے تو وہ فساد ہوگا جس کا مداوا ممکن نہیں۔

مسئلہ تقلید

ادارہ تحقیقات اسلامی راولپنڈی جسے سابق صدر ایوب خان نے دینِ ایوبی کی تدوین و ترویج اور ''دین محمدی'' میں تحریف و تغییر کے لئے وجود بخشا، ایک زمانہ تھا ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے حبالہ عقد میں رہا۔ اجتہاد اور استنباط و استخراج مسائل کے نام پر اسلام کی عمارت میں نقب لگاتا اور اعدائے اسلام یہودی اور نصرانی مستشرقین کی تعلیمات کو مسلمانوں میں پھیلاتا اور ان کی نئی نسل کو ورغلاتا اور شریعت مطہرہ سے پھسلاتا رہا۔

ڈاکٹر فضل الرحمٰن سے جبری طلاق کے بعد اسے ڈاکٹر صغیر حسین معصومی کی معتوعہ ٹھہرایا گیا۔ ڈاکٹر معصومی رسالہ 'فکر و نظر' میں اپنے مضمون کی ابتداء میں لکھتے ہیں:

''اطاعت باری تعالیٰ اور اطاعت رسول ﷺ کے لئے کسی ذی علم، صاحب بصیرت اور صاحب عمل کی تقلید نہ صرف ضروری بلکہ واجب اور فرض ہے اور ''اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول'' پر مسلمان کاربند ہوں اور بجائے دوسری طاقتور قوموں کی تقلید کرنے کے اپنے اسلاف، صحابہ کرامؓ اور خود رسالت مآب ﷺ کی تقلید کی جائے، پھر یہی وجہ ہے کہ معصومی صاحب مذاہب اربعہ کی تقلید کو سارے عالم اسلام کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں اور اپنے لئے حنفی مذہب کی تقلید ضروری سمجھتے ہیں۔

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

جو شخص موضوع تقلید پر گفتگو کرتے ہوئے تقلید ائمہ اور تقلید اقوام و اشخاص اور تقلید انبیاء علیہم السلام میں فرق نہیں کر سکتا اسے اس موضوع پر گفتگو کا حق نہیں پہنچتا۔

جب کہ ائمہ کرام، محدثین اور اہل علم نے تقلید کی یوں تعریف کی ہے کہ تقلید، رسول ﷺ کے علاوہ کسی کے بے دلیل قول کو مان لینے کا نام ہے۔''

امید ہے معصومی صاحب تقلید کا معنی سمجھ گئے ہوں گے۔ (اختصار)

فوجی نظام کی بے برکتی

علامہ صاحب اپنے ایک غیر ملکی سفر کی روداد میں لکھتے ہیں کہ ایک دن مجھے بازار میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے وہاں سر بفلک عمارتوں کو افسردہ، اداس اور بڑے بڑے سٹوروں کو مکمل طور پر خالی دیکھا۔ حالانکہ گھانا کا شہر ہر لحاظ سے انتہائی خوبصورت ہے۔ ایک طرف سمندر ہے تو دوسری طرف اونچے اونچے سبز پوش ٹیلے اور درختوں کی فراوانی اور ہریالی کی کثرت ہے۔ خوبصورت پودوں کی بہتات ہے۔ کچھ پودے تو اتنے خوبصورت ہیں کہ اگر مور اپنے پَر پھیلا کر کھڑا ہو جائے تو اتنا خوبصورت نہ لگے۔ وہاں اتنی ہریالی، سبزہ اور رنگ ہیں اور حد نگاہ تک رنگوں کی ایک کہکشاں نظر آتی ہے لیکن زمین سے اٹھا کر ستونوں سے بنی ہوئی دیدہ زیب عمارتیں کسی بیوہ کے دل کی طرح اداس نظر آتی ہیں۔ گھانا ایک دور میں سونے کی کانوں اور جواہرات کی وجہ سے مشہور تھا مگر آئے روز کے فوجی انقلابوں نے گھانا کی آبرو کو پامال کر دیا ہے۔

ذکر بغداد و دجلہ

عراق کے سفر نامہ میں انہوں نے لکھا کہ میں وزیر اوقاف سے ملاقات کے بعد اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں دجلہ کے کنارے دیر تک کھڑا ماضی کے ان جھروکوں سے جھانکنے میں کوشاں رہا، جب اسلام کا سورج نصف النہار پر اور بغداد عالم اسلام کے مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں سے اسلامی فتوحات کے پھریرے روانہ ہوتے اور کہیں یورپین اقوام کے شہنشاہ اپنے سفراء کے ذریعہ خلیفہ اسلام کے لئے اپنی نیاز مندی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ پھر یہیں سے اسلامی علوم کے سرچشمے پوری دنیا کو سیراب کرتے اور اہل عالم کی علمی تشنگی کو بجھاتے تھے۔ پھر اسی دجلہ نے کتنے مناظر دیکھے، عباسیوں کے عروج کو بھی دیکھا اور پھر ان کے زوال سے بھی آشنا ہوا۔ کبھی انہیں پھیلتے دیکھا اور کبھی سمٹتے اور یہیں پہ امام ابوحنیفہؒ کی عظمتوں، احمد بن حنبلؒ کی شجاعتوں، غزالیؒ کی حکمتوں اور جنیدؒ و جیلانیؒ، کرخیؒ کے صوفیانہ فلسفوں اور خطیبؒ کی تاریخی چشمکوں سے آگہی حاصل کی اور کئی شہنشاہوں، عالموں، فلسفیوں، فقیروں، تاریخ دانوں اور دانشوروں کو اپنی آغوش میں لئے آج بھی اسی طرح زمانے کی کروٹوں سے بے نیاز رواں دواں ہے جیسے ہزاروں سال پہلے تھا۔

وزرائے خارجہ کی جدّہ میں کانفرنس

سقوط ڈھاکہ سے اگلے سال جدہ میں اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کی تیسری کانفرنس میں شریک صحافیوں اور دوسرے لوگوں سے ملاقات ہوئی جو بے حد رنجیدہ خاطر تھے اور اس المیہ کو قدس اور جولان کے سقوط کے مماثل قرار دے رہے تھے۔ یہی کیفیت میں نے صحافیوں، دانش وروں، علماء اور ادباء کی دیکھی۔ جب ریاض کے شریعت کالج اور آرٹس کالج کے مشترکہ اجلاس میں مَیں نے پاکستان کے موضوع پر خطاب کیا تو پورا ہال سسکیوں سے گونج اٹھا اور میں نے دیکھا کہ ہال میں بیٹھے ہوئے، اس کی چھتوں پر کھڑے اور دروازوں سے چمٹے ہوئے تمام طلبہ، اساتذہ اور شہر کے دیگر سربرآوردہ لوگ پاکستان کے غم میں بڑی فیاضی سے اپنے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ میں ان تمام حالات اور تمام جذبات کو دیکھ کر دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس الحاد، بے دینی اور مسلمان ملکوں کے حکمرانوں کی اسلام دشمنی کے باوصف ہنوز مسلمانوں میں اسلامی اخوت، محبت اور ہمدردی کی کس

قدر فراوانی ہے، اگر آج بھی اس کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو دنیا کی تاریخ میں کیسے سنہرے اور روشن ابواب کا اضافہ ہوسکتا ہے۔

قانون محمد ﷺ کی نگہبانی

حضرت علامہ اپنے پہلے سفرحجاز کے بارے میں ''ترجمان الحدیث'' میں لکھتے ہیں کہ رات نصف سے زائد گزر چکی تھی جب جہاز نے جدہ ائیر پورٹ پر اپنے قدم ٹکائے۔ میرے پاس ٹریولنگ چیک تھے، میں نے ائیر پورٹ پر اترتے ہی پوچھا کہ چیک کہاں سے بھنائے جاسکیں گے؟ ایک قلی نے بتایا کہ ائیر پورٹ کے باہر چینجرز کی دکانیں ہیں وہاں سے کرنسی تبدیل کی جاسکتی ہے۔ میں ایک دکان پر پہنچا۔ رات کی تاریکی، پرہول سناٹا، تنہائی اور مال و دولت کے انبار اور صرف ایک نحیف نزار بقول شخصے مریل مالک تن تنہا اس اطمینان وسکون سے بیٹھا اونگھ رہا ہے جیسے اس کے سامنے روپے پیسے کے ڈھیر نہیں بلکہ ریوڑیاں اور مونگ پھلی پڑی ہے۔ مجھے قریب پاکر ٹوٹی پھوٹی اردو میں بولا کیا بات ہے؟ میں نے عربی میں جواب دیا ''بات تو کچھ نہیں، میں حیران ہو رہا تھا کہ سونے چاندی کے یہ انبار اور رات کی یہ تنہائی اور کوئی نگران بھی نظر نہیں آتا جب کہ ہمارے ہاں محفوظ علاقوں میں واقع بنکوں کے گیٹ بھی اس وقت تک نہیں کھلتے جب تک بندوق بردار محافظ دروازہ پر نہ ڈٹ جائے باوجود یکہ روپیہ اندرونی کمروں کے محفوظ لاکرز میں بند پڑا ہوتا ہے۔ وہ مسکرایا اور اس نے دھیرے سے جواب دیا: اجنبی! تمہیں نگہبانوں اور نگرانوں کی ضرورت اس لئے پڑتی ہے کہ اللہ کو نگران ماننے کے لئے تیار نہیں وگرنہ جہاں قانون محمد ﷺ رائج کردیا جائے وہاں کا نگہبان خود خدا ہوجاتا ہے اور پھر ہم نے اپنے چار سالہ طویل دور میں اس کو خوب خوب آزمایا۔

مجھے یہ بھی یاد ہے کہ پورے چار برس طیبہ کی گلیوں میں گھوما، اس کے بازار دیکھے، اس کے کوچوں میں پھرا، چھٹکتی ہوئی چاندنی میں بھی اور گھپ اندھیری راتوں میں بھی، میں نے اس کے بازاروں کی رونق دیکھی، بھیڑ دیکھی، رجب کی شاخوں کا حسن دیکھا اور رمضان کی راتوں کی دلکشی دیکھی اور پھر حج کے دنوں کا ہجوم بھی چار سال تک دیکھا کئے اور ان مَردوں کے گروہ بھی دیکھے اور عورتوں کی ڈاریں بھی نظر سے گزریں لیکن ان پورے چار برسوں میں کبھی بھی نہ تو کسی غنچہ کے چٹخنے اور نہ کسی کلی کے مسلنے کی آواز سنی۔ کسی کی عصمت کی آہ و فغاں تو بڑی بات، کسی کے دامن کا گلہ تک سننے میں نہیں آیا کہ قانون محمد ﷺ ان کی عصمتوں کا نگران اور ان کی عزتوں کا نگہبان ہے۔

سعودی عرب میں یہ چیز آج بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی جوان وخوبرو دوشیزہ زیورات سے لدی پھندی تن تنہا ملک کے ایک کونے سے دوسرے گوشے تک دن کی روشنی میں ہی نہیں بلکہ رات کی تاریکی میں بھی سفر کر جائے تو کسی کو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہیں ہوگی اور نہ ہوتی ہے۔ یہ تحفظ اور یہ صیانت نہ کسی حکومت کی رہین منت ہے، نہ کسی قوت کی بلکہ یہ کرشمہ سازیاں ہیں اس دستور ربانی کی اور اس آئین یزدانی کی جسے رب العالمین نے رحمۃ للعالمین پر اپنے بندوں کی صلاح وفلاح کے لئے نازل کیا، جس سے روگردانی کی بنا پر دنیائے اسلام آج کوئے ذلت میں حیران وسرگرداں ہے۔ (ترجمان اہل حدیث)

ہفت روزہ ''اہل حدیث''

1969ء کے آخر میں ''الاعتصام'' کے بعد شیخ محمد اشرف مرحوم نے جماعت کی ترجمانی اور مسلک اہل حدیث کی تبلیغ واشاعت کے لئے ''ہفت روزہ اہل حدیث'' کا ڈیکلریشن منظور کروا لیا۔ اس کا پہلا شمارہ 23 جنوری 1970ء کو منصۂ شہود پر آیا۔ حضرت علامہ شہید اس کے مدیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ علامہ صاحب نے اپنے ادارتی نوٹ میں لکھا کہ ''اس دور میں جب کہ ملک میں کفر و اسلام کی آویزش جاری ہے اور لادین طاقتیں پوری قوت سے دین حنیف پر یلغار کر رہی ہیں۔ ان کے پاس ابلاغ و تشہیر کے بے پناہ وسائل ہیں۔ اس لئے اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ ذرائع کو بروئے کار لایا جائے اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب کہ تمام درد دل رکھنے والے حضرات اس کے لئے پوری تگ و تاز کریں اور اپنی بساط کے مطابق اس کی انجام دہی کے لئے تعاون کریں۔''

اب علامہ شہید کی ادارتی ذمہ داریاں بڑھ گئی تھیں۔ ''ترجمان الحدیث'' کے ساتھ ساتھ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کی ادارت کا فریضہ بھی انجام دے رہے تھے۔ اس طرح صحافت کے میدان میں ان کی خدمات جلیلہ کا وسیع میدان تھا۔ اس میدان میں ان کی بہترین ذہنی، فکری، صلاحیتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے مطالعہ و نظر کی گہرائیوں کی کیفیات اور مختلف علوم وفنون سے ان کی دلچسپی، فرق باطلہ کی سرکوبی، حکمرانوں پر تنقید، دعوت و تبلیغ اور تصنیف و تالیف سے ان کی علم و بصیرت کا صحیح ادراک ہوتا ہے۔ ان کی صحافت کا یہ تاریخی سفر 1968ء سے لے کر ان کی شہادت (1987ء) تک جاری رہا۔ ان کے جذبہ استغنیٰ اور بے لوث خدمات کو میں نے بڑے قریب سے دیکھا ہے۔ انہوں نے صحافت کو ملک و ملت کی خدمت اور اپنی آواز کو لوگوں تک پہنچانے کا ذریعہ سمجھا۔ اگر وہ چاہتے تو ان کے لئے راحت و آسائش کے بہتر سے بہتر سامان مہیا ہو سکتے تھے مگر انہوں نے راحتوں کی بجائے مشکلات کا راستہ اختیار کیا۔ وہ صحافت اور سیاست میں بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے مگر وہ تو حق گوئی کی پاداش میں پس دیوار زنداں رہے۔ اس لئے کہ وہ بامقصد صحافت کے علمبردار تھے، بقول شاعر ؎

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خونچکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

''سچی بات یہ ہے کہ ان کی صحافت میں مولانا ابوالکلامؒ کی بیداریٔ ملت، مولانا محمد علی جوہرؒ کی حق گوئی، مولانا ظفر علیؒ خاں کی بے باکی اور شورش کاشمیریؒ کی حریت فکر موجود ہے۔ وہ اس نظریہ کے داعی تھے کہ بہترین صحافت وہی ہے جو صدائے دل کو دبنے نہ دے۔ بلکہ ہر گام اور ہر مقام پر حق کی حمایت جاری و ساری رکھے۔'' لیجئے اب ''اہل حدیث'' کے حوالہ سے حضرت علامہ شہید کے رشحات فکر پیش کرتے ہیں۔

سقوط ڈھاکہ

سقوط ڈھاکہ امت مسلمہ کا بہت بڑا سانحہ ہے جس کے نتیجے میں بہت سے مسلمان بھائی لٹے، پٹے اور کٹے۔ اسی حوالہ سے علامہ صاحب نے ''اہل حدیث'' میں اداریئے لکھے۔ خطبہ جمعۃ المبارک بھی اسی موضوع پر دیا جو پورے کا پورا ''ترجمان الحدیث'' میں شائع ہوا۔ وہ کہتے ہیں ''تمہیں کون بتلائے کہ آج فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روح کتنی بے چین ہے؟ اسی فاروقؓ کی جس نے آتش پرستوں کے وجود کو مٹا دیا تھا۔ ان ہی آتش پرستوں کا ایک

کمانڈر مانک شاہ آج مسلمانوں کی لاشوں پر قہقہے لگا رہا ہے۔ تمہیں کیا خبر کہ ہم پہ کیا گزری ہے؟ خدا کی قسم! ہم یہ چاہتے تھے کہ آج ہم زندہ نہ ہوتے اور ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

کاش! آج سے پہلے ہم مٹ چکے ہوتے اور تم اتنے بدبخت ہو، تم اتنے سنگدل ہو، تمہارا دل اس قدر پتھر ہو چکا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ آج اسلام پر کیا بیت گئی ہے، تم ٹس سے مس نہیں ہوتے.....؟؟

آج تمہاری سنگدلی نے اسلام کو اور مسلمانوں کو ڈبویا ہے۔ جاؤ مجھے پھانسی پہ لٹکا دو، میں یہ کہتا ہوں اور برسرِ منبر کہتا ہوں کہ شرابیوں نے اس ملک کو ڈبویا اور زانیوں نے ڈبویا ہے۔

ہم اس زندگی سے موت کو بہتر سمجھتے ہیں۔ یہ زندگی کوئی زندگی نہیں۔ اس زندگی سے موت ہزار درجہ اچھی ہے۔ کاش ہم اس دن سے پہلے مر چکے ہوتے، ہمارے جسم مٹی کے نیچے دب چکے ہوتے تاکہ آج ہم اپنی عصمت مآب بہنوں کی سسکیاں نہ سن سکتے۔

آج تم نے یہ ظلم ڈھایا اور پھر تمہیں شرم نہیں آئی، پھر تم قوم کو بہکاتے ہو، پھر قوم کو دھوکہ دیتے ہو، پھر کہتے ہو کہ ایک محاذ پر شکست ہوگئی تو کیا ہوا؟ او ظالم! ایک محاذ پر شکست نہیں ہوئی تم نے اسلام کا جگر کاٹ کے ہندوؤں کے حوالے کر دیا ہے۔

لمحہ فکریہ! ملک جس قسم کے حالات سے گزر رہا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ملک کی تمام جماعتیں خواہ وہ دینی ہوں یا سیاسی، اپنی تمام تر قوتیں ملک کو مضبوط بنانے میں صرف کر دیں اور اپنے قول و عمل سے کسی ایسی چیز کو پنپنے نہ دیں جو آگے چل کر ملک کی سالمیت اور بقا کے لئے کسی قسم کا خطرہ بن سکے۔ کیونکہ ملک کی بیرونی سرحدیں اس وقت اتنی ہی غیر محفوظ ہیں جتنی دسمبر 1971ء میں تھیں بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ بالکل قطعی اور یقینی بات ہے کہ بیرونی سرحدیں تب تک محفوظ نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی طور پر قوم میں یکجہتی، اتحاد اور یگانگت نہ ہو۔ (18 فروری 1972ء)

اسلام میں مکمل داخل ہو جائیں

آج اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری حالت سدھر جائے اور ہمارا مستقبل سنور جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم دوئی اور منافقت کی پالیسی کو ترک کر دیں۔ اگر ہم خود کو مسلمان کہلانا چاہتے ہیں اور اسلام سے اپنے رشتے کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ہم مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جائیں، تمام اسلامی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور اس بات پر یقین کر لیں کہ معاش سے لے کر سیاسیات تک اور عمرانیات سے لے کر فوجی معاملات تک ہر چیز کے بارہ میں رسول کریم ﷺ کی راہنمائی موجود ہے۔ (اہل حدیث، ۲۱ فروری)

مرزائی گروہ

ہم اس بات کا کئی مرتبہ واشگاف طور پر اعلان کر چکے ہیں کہ مرزائیت کو خارج از اسلام قرار دینا کوئی اشتعال انگیز اور نفرت انگیز بات نہیں جس قدر کہ مرزائیت کا اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا۔ کیونکہ ایک غیر مسلم کو مسلمان قرار دینا تو واقعی فریقین کے رنج والم کا باعث بن سکتا ہے لیکن غیر مسلم کو غیر مسلم کہنا کسی کے لئے بھی تکلیف دہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس کی مثال بالکل یوں ہے کہ اگر ایک عیسائی، یہودی یا ہندو کو مسلمان کہنا، جہاں ان کی دل آزاری کا باعث ہوگا وہاں مسلمانوں کے لئے بھی یہ چیز انتہائی ناقابل برداشت ٹھہرے گی۔ بعینہٖ یہ بات فرقہ مرزائیہ پر بھی صادق آتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا رسول اور نبی سمجھتے ہیں جب کہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ سرور کائنات حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ جن کے بعد کوئی نیا نبی دنیا میں نہیں آسکتا اور ہر شخص جو آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرتا ہے دجال و کذاب ہے اور اس کے ماننے والے کسی نبی کے نہیں بلکہ ایک دجال و کذاب کے ماننے والے ہیں۔

اب اس کی رو سے اگر مسلمان مرزائیوں کو کافر، خارج از اسلام اور ایک دجال و کذاب کے پیروکار کہتے ہیں تو اس پر فرقہ واریت اور اشتعال انگیزی کا لیبل چسپاں نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کو صرف اظہار حقیقت کا نام دیا جائے گا۔ (مجلّہ ''اہل حدیث'' 25 فروری 1972)

ڈاکٹر نذیر احمد کا قتل

ڈاکٹر نذیر احمد کا قتل ایک رکن اسمبلی کا قتل نہیں بلکہ پاکستان میں جمہوریت، شرافت، صداقت اور اسلام کا قتل ہے۔ وہ گولیاں جو ڈاکٹر نذیر کے سینے میں لگیں دراصل وہ ملت کے سفینے میں پیوست ہوئیں۔ گولی تو اندھی ہوتی ہے جو فقیر اور امیر کا امتیاز نہیں کرتی۔ ہمارے ملک میں اپنے مخالفین کو اگر اسی طرح اپنی راہ سے ہٹانے کے حربے استعمال کئے جاتے رہے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ پاکستان کا مستقبل کیا ہوگا؟ جب تک پاکستان قائم ہے حق وصداقت کی شمع روشن رہے گی، اسلام کے شیدائی حق گوئی کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے اور ڈاکٹر نذیر احمد پیدا ہوتے رہیں گے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ڈاکٹر نذیر احمد کا قتل ایک سیاسی قتل ہے، اگر حکومت اس بارہ میں مخلص ہے تو اسے چاہئے کہ مرحوم کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دے۔ (۱۰ جون ۱۹۷۲ء)

''اہل حدیث'' میں علامہ شہید کے اداریے بہت سے دینی، سیاسی اور ملک کے داخلی و خارجی مسائل پر بے لاگ تجزیہ کے مظہر ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے مارشل لاء کے ادوار میں بھی حق وصداقت، عدل و انصاف، انسانی حقوق اور سلطانیٔ جمہور کا پرچم بلند کئے رکھا۔ انہوں نے ہر دور میں حکمرانوں کی خوب خبر لی۔ ملک میں کتاب و سنت پر مبنی آئین کی تنفیذ پر وہ ہمیشہ زور دیتے رہے۔ اس دور میں ملک کے لئے آئین سازی کا مسئلہ، مارشل لاء کا خاتمہ اور قومی اسمبلی کے اجلاس کا انعقاد کے سلسلہ میں ملک بھر میں سیاسی سرگرمیاں اپنے عروج پر تھیں۔ علامہ شہید کو اپنے جماعتی اور دیگر جماعتوں کے مشترکہ جلسوں میں شریک ہونا پڑتا تھا، پھر دور دراز کے سفر ادارتی امور انجام دینے میں حائل ہو جاتے تھے۔ اگرچہ انہوں نے حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوریؒ، پروفیسر مقبول احمد قاضی، مولانا محمود احمد میر پوریؒ اور راقم الحروف پر مشتمل مجلس ادارت بھی ترتیب دے رکھی تھی اور میں نائب مدیر کی ذمہ داری بھی انجام دے رہا تھا۔ ایسے حالات میں مدیر اعلیٰ حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اپنی گوناگوں مصروفیات کی بنا پر ہفت روزہ ''اہل حدیث'' سے ۱۴ اپریل ۱۹۷۲ء کو منصب ادارت سے الگ ہوگئے۔ چنانچہ ہم محترم قاضی صاحب اور مولانا میر پوریؒ کے تعاون سے کام چلاتے رہے اور جماعت نے جون 1972ء کے آغاز میں مجھے مدیر اعلیٰ کی ذمہ داریاں تفویض کر دیں۔ ہم جانتے ہیں کہ صحافت ایک بڑا پاکیزہ، تعمیری اور مقدس مشن ہے۔ علامہ صاحب کی رفاقت میں اس کی نزاکتوں،

اہمیتوں اور ذمہ داریوں سے کافی حد تک شناسا ہو چکا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور احباب کے تعاون سے اس سفر کا باقاعدہ آغاز کر دیا اور جتنا عرصہ کام کیا جماعت نے ہماری محنت کو بنظر تحسین دیکھا۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب جماعت نظم اور انتظامی اختلافات کی وجہ سے دو حصوں میں بٹ گئی اور میں نے بھی ''اہل حدیث'' کی ادارت سے استعفیٰ دے دیا۔ علامہ شہید، جناب پروفیسر ساجد میر اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ کی سرپرستی اور رہنمائی میں پہلے ہفت روزہ ''الیوم'' پھر ''الاسلام'' جاری کیا جس کا میں پندرہ سال تک مدیر اعلیٰ رہا۔ 1990ء میں جب دونوں گروپ متحد ہو گئے تو ''الاسلام'' عربی میں شائع ہوتا رہا اور مجھے ''اہل حدیث'' کا مدیر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا بفضل اللہ یہ خدمت جاری ہے۔

یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ علامہ شہید جب بھی سیرت طیبہ کے موضوع پر خطاب فرماتے تو ان کی تقریر کا رنگ ہی منفرد ہوتا۔ وہ جس ذوق وشوق کے ساتھ سیرت النبی ﷺ بیان فرماتے بعض اوقات عقیدت و محبت سے ان کی آواز گلوگیر ہو جاتی۔ جناح ہال 1986ء کی تقریر میں کس سوز سے فرمایا کہ کاش! ہم وہ پتھر ہوتے جو نبی ﷺ کے قدموں کو چوما کرتے تھے۔ کاش! ہم وہ کپڑے کی ٹاکیاں ہوتے جو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، نبی ﷺ کے زخموں پر رکھا کرتی تھیں۔ کاش! ہم اس وقت ہوتے اور اپنے آقا ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی آنکھوں پر جہنم حرام کر لیتے۔ کتنے خوش نصیب تھے وہ لوگ جن کو سرور گرامی ﷺ کے رخ زیبا کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ پھر نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں تمہیں مارشل لاء اور طاغوت کے سامنے رب کی کبریائی اور مصطفیٰ کی مصطفائی کے لئے لڑاؤں گا۔ خدا کی قسم! اگر سب بھی پلٹ جاؤ میں تن تنہا لڑوں گا..... شاہ شہید کے بعد قافلۂ آزادی کی روانگی کا وقت ایک دن آنے والا ہے۔

حضرت علامہ شہید کا کہنا ہے کہ میں بنیادی طور پر خطابت سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ اس لئے انداز تحریر میں بھی خطابت کی جھلک موجود ہے۔ عربی زبان کا شکوہ خطابت کے لئے بڑا موزوں اور اگر یہ انداز تحریر میں اپنایا جائے تو اس سے دبدبے اور سطوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اب بھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے لہجے کی گھن گرج ایوان شرک و بدعت کو لرزا رہی ہے۔ کئی صنم کدے اب بھی ان کی صدائے حق سے پناہ گاہوں کی تلاش میں ہیں۔ یہ ان کے مخالفین کو بھی تسلیم ہے کہ قد آور رہنماؤں کے ہوتے ہوئے انہوں نے اپنا منفرد مقام پیدا کیا اور مسلمانوں کی دینی زندگی کو سیاسی زندگی سے مربوط کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ .....(جاری)

✦✦✦✦✦

بقیہ اُمت کیلئے خود غرضی

''اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔''

بعض اوقات آدمی مفاد عامہ کے لیے اپنے حق سے دستبردار ہو جاتا ہے اور یہ خصلت صرف اسی آدمی میں پائی جاتی ہے جس پر اللہ کی رحمت ہو اور جس پر اس کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی فراوانی ہو۔ یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے اور اللہ تو ہے ہی بڑے فضل والا۔

صحیح بخاری میں آتا ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

یہ پیش گوئی یوں پوری ہوئی کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ایثار کرتے ہوئے خلافت، کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی۔ رضی اللہ عنھم اجمعین

یہی ہے وہ مقام جہاں ایثار نمایاں ہوتا ہے، جہاں ذاتی اغراض و مفادات کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے اگر وہ عام مسلمانوں کے مفاد سے ٹکرا رہے ہوں۔ یوں خون بچائے جاتے ہیں اور اتحاد قائم کیا جاتا ہے۔

مؤرخین نے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ جب وہ اور کچھ دیگر صحابہ قیصر روم کی قید میں چلے گئے اور قیصر روم نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بدترین آزمائش سے دوچار کیا اور پھر کہا ''اگر تم میرے سر کو بوسہ دے دو تو میں تمہیں رہا کر دوں گا۔'' حضرت عبداللہ نے کہا: ''کیا تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا؟'' قیصر روم نے کہا: ''ہاں، تمام کو۔''

تو حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جی میں سوچا کہ اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ میں اللہ کے ایک دشمن کے سر کو بوسہ دوں اور اس کے بدلے میں سارے مسلمان قیدی رہا کر دیئے جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کے سر پر بوسہ دیا اور اس نے سارے قیدی رہا کر دیئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسا دیا۔

یہ ہے وہ ایثار جو خود غرضی کا سرے سے خاتمہ کر ڈالتا ہے۔ جس کے ساتھ آدمی ایک ایسی شمع کی مانند جیتا ہے جو اس کے اہل و عیال اور معاشرے کے لیے روشنی کا باعث ہوتی ہے۔ انہی کے ساتھ اس کا دل دھڑکتا ہے اور اس کی آنکھ چھلکتی ہے اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہر وقت اس کے سامنے رہتا ہے کہ

''آپس میں حسد نہ کرو، ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی بولی پر بولی نہ لگائے اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔'' (مسلم)

خوش نصیب ہے وہ شخص جو محمد ﷺ کی بات سنے اور سننے کے بعد اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ اس پاکیزہ ہستی ﷺ نے خبردار کر دیا ہے کہ میرے بعد تمہیں خود غرضی کا دور دورہ دکھائی دے گا۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ آمین یارب العالمین!

⊙⊙⊙⊙⊙

مولانا محمد ابراہیم میر پوری کی تشریف آوری

مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ برمنگھم کے چیئرمین حضرت مولانا محمد ابراہیم میر پوری، علاقہ تھر میں وبائی امراض اور قحط سالی سے متاثرین کے لئے ضروری امداد لے کر میر پور خاص پہنچ گئے اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے رہنماؤں کے ساتھ تھر میں امدادی سامان وغیرہ تقسیم کریں گے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ کے رہنما بھی تھر پہنچ چکے ہیں۔ (ادارہ)

شعبہ حفظ وقرأت کا اجراء

جامع مسجد محمدی اہل حدیث شیخ کالونی فیصل آباد میں شعبہ حفظ و قرأت کا اجراء ہو گیا ہے۔ طلبہ کے لئے قیام و طعام کا انتظام ہوگا۔ شائقین جلد رابطہ کریں۔

منجانب:۔ خطیب ایشیا جناب قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی خطیب و مہتمم جامع مسجد و مدرسہ ہذا

فاتح قادیان

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور فتنہ قادیانیت

تحریر: جناب مولانا محمد رمضان یوسف سلفی

فاتح قادیاں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کی جامع الصفات علمی شخصیت تھی۔ اللہ رب العزت نے جن کو بے پناہ خوبیوں سے بہرہ مند فرمایا تھا۔ وہ دین اسلام کے داعی بھی تھے مفسر قرآن بھی، متکلم بھی تھے، مصنف، مناظر اور صحافی بھی۔ ان کی اسلامی اور دینی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ انہوں نے اس دور میں شعور کی آنکھ کھولی جب یہ خطہ انگریز کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ یہاں کئی اسلام دشمن تحریکیں پیدا ہو چکی تھیں اور وہ پوری شدت اور سرگرمی سے اسلام پر حملہ آور تھیں۔ مولانا مرحوم نے ان حالات میں تعلیم و تربیت کی منزلیں طے کیں، گردوپیش کا جائزہ لے کر وہ ان سب کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور اسلام کی مدافعت و محافظت میں اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قوتیں صرف کر دیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جون ۱۸۶۸ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ان کی عمر سات سال تھی کہ والد محترم وفات پا گئے۔ ۱۴ سال کی عمر کو پہنچے تو والدہ محترمہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ اس عمر میں وہ اپنے بڑے بھائی کے ہاں رفوگری کا کام کرتے تھے کہ ایک بزرگ کے کہنے پر دینی تعلیم کا شوق دامن گیر ہوا۔ انہوں نے ابتدائی درسی کتب مولانا احمد اللہ امرتسری کے حلقہ درس میں رہ کر پڑھیں۔ حدیث کا درس استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیرآبادی سے لیا اور پھر دہلی کی طرف شد رحال کیا۔ شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر ان سے اکتساب علم کر کے سند فراغت حاصل کی پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور گئے اور وہاں سے مستفید ہوئے۔ مولانا مرحوم دیوبند بھی پہنچے اور مولانا محمود حسن کے حلقۂ درس میں شریک ہوئے اور سند حاصل کی۔ اب مدرسہ فیض عام کانپور کا قصد کیا اور مولانا احمد حسن مرحوم سے حدیث اور معقول و منقول کا درس لیا اور ۱۸۹۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد مولانا کچھ عرصہ شعبہ تدریس سے منسلک رہے مگر انہوں نے عملی طور پر اس میں زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مختلف اطراف سے اسلام اور پیغمبر اسلام پر شدید حملے ہو رہے تھے۔ عیسائی پادریوں اور آریہ سماجی پرچارکوں نے ایک خاص منصوبہ کے تحت منظم طریقے سے اسلام اور اسلامی تہذیب و تعلیمات پر یلغار کر دی تھی۔ علاوہ ازیں فتنہ مرزائیت بھی ابھر آیا تھا۔ ان وجوہ کی بنا پر مولانا ثناء اللہ صاحب کے نزدیک یہ وقت مسجد میں بیٹھ کر خدمت دین سرانجام دینے کا نہ تھا بلکہ میدان میں اُتر کر براہ راست ان اسلام دشمن طاقتوں سے نبرد آزما ہونے کا تھا۔ اس وقت مولانا محمد حسین بٹالویؒ اس محاذ کے علمبردار تھے اور وہ تنہا مخالفین اسلام کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے تھے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے اسی مورچے میں آنے کو ترجیح دی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ ”کانپور سے فارغ ہوتے ہی میں اپنے وطن پنجاب پہنچا اور مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں کتب درس نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا، اس لئے ادھر اُدھر سے ماحول کی مذہبی حالت دریافت کرنے میں مشغول رہتا۔ میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں۔ ان ہی دنوں قریب میں قادیانی تحریک پیدا ہو چکی تھی جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس کے دفاع کے علم بردار مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی مرحوم تھے۔ میری طبعیت طالب علمی ہی کے زمانے میں مناظرات کی طرف بہت زیادہ راغب تھی۔ اس لئے تدریس کے علاوہ میں ان تینوں گروہوں (عیسائی، آریہ، قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے اس میں کافی واقفیت حاصل کر لی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں میں سے قادیانیوں کا نمبر اول رہا۔ شاید اس لئے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہوگی۔ جن کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو تو شاید یہ شعر پڑھتے ہوں گے ۔

آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد
رہی کالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

اس شغل میں، میں نے چند علمائے سلف کی تصنیفات سے خاص فوائد حاصل کئے۔ حدیث شریف میں قاضی شوکانی، حافظ ابن حجر اور ابن قیم وغیرہم کی تصانیف سے، علم کلام میں امام بیہقی، امام غزالی، حافظ ابن حزم، علامہ عبدالکریم شہرستانی، حافظ ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہ اور امام رازی وغیرہم رحمہم اللہ کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا۔“ (اہل حدیث کا مذہب طبع مکتبہ ثنائیہ سرگودھا)

آگے بڑھنے سے پہلے مشاہیر کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔ مؤرخ اسلام علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

”مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں تھے۔ فن مناظرہ کے امام تھے، خوش بیاں مقرر تھے۔ متعدد تصانیف کے مصنف تھے۔ موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں مین اسلامی انجمنیں قائم تھیں اور مسلمانوں اور قادیانیوں، آریوں اور عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مولانا مرحوم مسلمانوں کی طرف سے عموماً نمائندہ ہوتے تھے اور اس سلسلہ میں وہ ہمالیہ سے لے کر خلیج بنگال تک رواں دواں رہتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کیلئے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔

مرحوم اسلام کے بڑے مجاہد سپاہی تھے۔ زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا کرے۔

آگے سید صاحب لکھتے ہیں کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں سے پنجاب میں فتنہ پیدا تھا۔ انہوں (مولانا امرتسری) نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی اور اس وقت سے لے کر آخر دم تک اس تحریک اور اس کے امام کی تردید میں پوری قوت صرف کر دی، یہاں تک کہ طرفین میں مباہلہ بھی ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صادق

کے سامنے کاذب نے وفات پائی۔ (یادِ رفتگان ص:۴۱۸)

مولوی اللہ وسایا صاحب حنفی دیوبندی فرماتے ہیں کہ: ''آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی سے مناظرے، مباحثے اور مقابلے کئے اس لئے آپ کو ''شیر پنجاب'' کہا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا کہ میں اگر سچا ہوں تو میری زندگی میں مولوی ثناء اللہ کسی وبائی مرض میں مبتلا ہو کر مر جائیں گے اور اگر وہ سچے ہیں تو میں ان کی زندگی میں مر جاؤں گا۔ الحمد للہ مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ جو ایک وبائی مرض ہے اس کا شکار ہو کر آنجہانی ہو گیا، اس لئے آپ کو ''فاتح قادیاں'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص:۱۱۹)

اللہ وسایا صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''قادیانی آپکا نام سن کر لرزہ براندام ہو جایا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوا کہ کسی مناظرے کی تحریک ہوئی لیکن صرف یہ سن کر کہ اس مناظرے میں مولانا امرتسری پیش ہوں گے قادیانیوں نے دست کشی اختیار کر لی۔ (تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص:۱۲۶) اسی طرح ایک اور حنفی عالم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی ردّ قادیانیت سے متعلق خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مرزا غلام احمد نے جب ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پھر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تو علمائے اسلام نے ان کی تردید و مخالفت شروع کی۔ تردید و مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ مدیر ''اہل حدیث'' پیش پیش اور نمایاں تھے۔ (قادیانیت مطالعہ و جائزہ: ۲۸)

معروف صحافی اور مصنف آغا شورش کاشمیری لکھتے ہیں کہ: ''جن علمائے اہل حدیث نے مرزا اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا بشیر سہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علمائے اہل حدیث میں ''فاتح قادیاں'' کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انہوں نے مرزا اور اس کی جماعت کو لوہے کے چنے چبوا دئے۔ اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزار دی۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ مرزا نے تنگ آ کر انہیں خط میں لکھا کہ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا ہے اور صبر کرتا رہوں گا۔ اگر میں کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا ورنہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ خدا آپ کو نابود کر دے گا۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھا لے۔'' (تحریک ختم نبوت: ۴۰-۴۱)

مرزا کے اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا قادیانی لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں فوت ہوئے۔ اس لحاظ سے آپ مرزا کی موت کے بعد چالیس سال زندہ رہے۔ ان تمہیدی گزارشات کے بعد مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کی قادیانیت کے خلاف تقریری، تصنیفی اور صحافتی خدمات کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم مولانا صفی الرحمان مبارک پوری رحمہ اللہ کی کتاب ''فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ'' سے چند باتیں مستعار لیتے ہیں۔ یہ کتاب اگست ۲۰۰۷ء میں مکتبہ محمدیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور کی طرف سے شائع ہوئی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

فاتح قادیان کی فاتحانہ سرگرمیاں

مرزا صاحب سے تصادم کا آغاز و ارتقاء: جیسا کہ مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی سوانحی تفصیلات سے ظاہر ہے مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت (جنوری ۱۸۹۱ء) کے وقت مولانا امرتسری رحمہ اللہ طالب علم تھے اور اس دعویٰ کے ظہور کے کوئی ڈیڑھ سال بعد تحصیل علم سے فارغ ہو کر امرتسر تشریف لائے تھے۔ اس وقت آپ کے اساتذہ اور کبار علماء مرزا کی عیاریوں کا پردہ چاک کر رہے تھے۔ اس لئے طبعی طور پر اس فتنے کے ابتدائی دور میں مولانا کی سرگرمیاں کسی بڑے پیمانے پر نہیں جانی جا سکیں لیکن بدو شعور ہی سے آپ کے اندر اسلام اور اہل اسلام کو کامیاب و کامران اور سربلند دیکھنے کی جو آرزو تھی اس نے آپ کو مرزا سے بیگانہ بھی نہ رہنے دیا۔ پہلے پہل جب مرزا نے نہایت معصومانہ انداز سے حمایت اسلام کا بیڑہ اٹھایا تھا تو دیگر علماء کی طرح آپ کو بھی ان سے ایک گونہ عقیدت پیدا ہو گئی تھی۔ ان کیفیات کی تفصیلات مولانا نے خود بیان فرمائی ہے۔

مرزا سے مولانا امرتسری کی ابتدائی ملاقات

مولانا امرتسری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جس طرح مرزا کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا سے حسن ظن تھا چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر ۱۷-۱۸ سال کی تھی میں بشوق زیارت بٹالہ سے پا پیادہ تنہا قادیان گیا۔ (بٹالہ سے قادیان کا فاصلہ گیارہ میل ہے) ان دنوں مرزا ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے، میں نے وہاں جو دیکھا میرے دل میں جو ان کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدل ہو گئے، جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا، وہ آتے ہی بغیر اس کے کہ السلام علیکم کہیں، یہ کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ کیا کام کرتے ہو؟ میں ایک طالب علم علماء کا صحبت یافتہ تھا فوراً میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریقہ کی پرواہ نہیں کی، کیا وجہ ہے؟ مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اس لئے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔ (تاریخ مرزا ص:۶۹)

مرزا کے دعوائے مسیحیت پر مولانا امرتسریؒ کا ردعمل:

یہ تو اس وقت کی بات ہے جب مولانا محض ایک طالب علم اور مرزا قادیانی محض ایک مبلغ اسلام تھے۔ لیکن جب مرزا دعوائے مسیحیت کے ساتھ جلوہ طراز ہو گئے تو اس پر مولانا کے جو کچھ تاثرات تھے انہیں مولانا ہی کے الفاظ میں سنئے، فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ کا واقعہ خاص قابل ذکر ہے کہ حکیم نورالدین صاحب سے بمقام امرتسر رات کے وقت تخلیہ میں کئی گھنٹہ گفتگو ہوئی۔ آخر حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہمارا تجربہ ہے کہ بحث و مباحثہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا آپ حسب تحریر مرزا مندرجہ رسالہ ''نشان آسمانی'' (یہ رسالہ ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء کو پہلی بار طبع ہوا تھا) استخارہ کیجئے، اللہ کو جو منظور ہوگا آپ پر کھل جائے گا۔

ہر چند میں ایسے استخاروں اور خوابوں پر بمقابلہ نصوص شرعیہ کے اعتماد اور اعتبار کرنا ضمناً دعویٰ عصمت یا مساوات معصوم بلکہ برتری کے برابر جانتا تھا تاہم ایک محقق کیلئے کسی جائز طریق فیصلہ پر عمل نہ کرنا جیسا کچھ

شاق ہوتا ہے، مجھے بھی ناگوار تھا کہ میں حسب تحریر مرزا جی ان کی نسبت استخارہ نہ کروں، چنانچہ میں نے پندرہ روز حسب تحریر ''نشان آسمانی'' مصنفہ مرزا جی استخارہ کیا اور میرا رب جانتا ہے کہ میں نے اپنی طرف سے صفائی میں کوئی کسر نہ رکھی۔ بالکل رنج اور کدورت کو الگ کر کے نہایت تضرع کے ساتھ جناب باری میں دعائیں کیں بلکہ جتنے دنوں تک استخارہ کرتا رہا اتنے دنوں تک مرزا جی کے بارے میں مجھے یاد نہیں کہ میں نے کسی سے مباحثہ یا مناظرہ بھی کیا ہو۔ آخر چودھویں رات میں نے مرزا جی کو خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تنگ مکان میں سفید فرش پر بیٹھے ہیں، میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور سوال کیا کہ آپ کی مسیحیت کے دلائل کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم دوزینے چھوڑ جاتے ہو۔ پہلے حضرت مسیح کی وفات کا مسئلہ، دوئم عدم رجوع کا مسئلہ طے ہونا چاہئے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ان دونوں کو طے شدہ ہی سمجھئے۔ میری غرض یہ ہے کہ اس پیش گوئی کے الفاظ میں جتنے لفظوں کی حقیقت حال ہے ان کو چھوڑ کر حسب قاعدہ علمیہ باقی الفاظ میں مہما امکن مجاز کیوں مراد ہے۔ یعنی اگر بجائے مسیح کے مثیل مسیح بھی آئے تو ان مقامات پر جہاں کا ذکر احادیث صحیحہ میں آیا ہے کیوں نہ آئے، کیونکہ ان مقامات پر مسیح یا مثیل مسیح کا آنا محال نہیں۔ اس کا جواب مرزا نے ابھی دیا ہی نہ تھا کہ دو آدمی اور آ گئے۔ ان کی آؤ بھگت میں ہم دونوں ایک دوسرے کی مواجہت سے ذرا الگ ہوئے تو مرزا جی کو دیکھتا ہوں کہ لکھنؤ کے شہیدوں کی طرح سکڑا سا چہرہ اور داڑھی بالکل رگڑ کر کتری ہوئی ہے۔ سخت حیرانی ہوئی اور اسی حیرانی میں بیدار ہو گیا۔ جس کی تعبیر میرے ذہن میں آئی کہ مرزا کا انجام اچھا نہیں۔ (الہامات مرزا طبع ثالث ص:۴، ۵، ۶)

ردقادیانیت کا آغاز وارتقاء

اس اقتباس سے ایک طرف یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مولانا امرتسری رحمہ اللہ نے شرعی دلائل وشواہد کی روشنی میں بھی اور خود مرزا کے بتلائے ہوئے طریقہ تحقیق کے مطابق بھی ان کے دعاوی کو خوب خوب جانچا لیکن انہیں ہر معیار پر کھوٹا، غلط اور پرفریب پایا۔

دوسری طرف اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مولانا نے اس مذکورہ استخارے سے پہلے بھی مرزا کے دعوے کی بابت بحث ومباحثہ کا سلسلہ خاصی گرمجوشی کے ساتھ جاری کر رکھا تھا اور اس استخارے کے بعد بھی۔ متعدد قرائن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ استخارہ ۱۸۸۲ء اور ۱۸۹۴ء کے درمیان کسی وقت کیا گیا تھا۔ اس لئے مجھے سمجھنا چاہئے کہ مولانا نے تعلیم سے فارغ ہو کر واپس آتے ہی مرزا کی تردید کا محاذ سنبھال لیا تھا۔ لیکن آپ نے اپنے اس ابتدائی دور میں جو اقدامات کئے اور جن مواقع پر کئے سخت افسوس ہے کہ ہماری دانست کی حد تک اب ان کے معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں تاہم ان کی اہمیت کا اندازہ اس طرز تخاطب سے لگایا جا سکتا ہے جو مرزا صاحب نے مولانا امرتسری رحمہ اللہ کے بالمقابل اختیار کیا تھا۔

مرزا کذاب نے ۱۸۹۶ء میں ''انجام آتھم'' لکھی، اس میں اپنے مکذبین پر بری طرح برسے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑو گے؟ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو پلایا۔ (روحانی خزائن ص ۲۱ ج ۱۱)

اسی سلسلہ میں آگے چل کر مرزا نے اپنے اشد اور نامی مخالفین میں مولانا محمد حسین بٹالوی اور مولانا احمد اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے پہلو بہ پہلو مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا نام بھی لکھا ہے۔ ان تینوں کے بابت ارشاد فرمایا ہے کہ:

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کھاتے ہیں۔'' (روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۱۱)

اس کتاب کے ضمیمہ ص ۲۰ کے حاشیہ سے یہ بھی معلوم ہے کہ اس کتاب کی تالیف سے پہلے ہی مرزائیت کی تردید میں مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی سرگرمیاں اس مقام کو پہنچ چکی تھیں کہ مرزا قادیانی اور مولانا امرتسری رحمہ اللہ کے درمیان مباہلہ کے لیے سلسلہ جنبانی اور خط وکتابت کا آغاز ہو چکا تھا۔ پھر اس کتاب کے ضمیمہ ۲۰ میں بھی مرزا نے مولانا امرتسری رحمہ اللہ اور دیگر علماء کو دعوت مباہلہ دی ہے۔ (روحانی خزائن ص ۳۰۴، ج ۱۱) یہ الگ بات ہے کہ جب یہ علماء مباہلہ کے لیے مقابل آئے تو مرزا صاف مکر گئے۔

''انجام آتھم'' کی تصنیف کا پس منظر یہ ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کو مرزا کی پیشین گوئی کے مطابق ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء تک مر جانا چاہئے تھا۔ لیکن وہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود زندہ رہا۔ اس پر علمائے کرام اور عامۃ المسلمین نے مرزا جی کی وہ درگت بنائی کہ منہ دکھانا مشکل ہو گیا۔ لیکن تقریباً مزید ۲ سال بعد ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو آتھم وفات پا گیا تو مرزا نے جھٹ ''انجام آتھم'' لکھی اور اپنی لمبی چوڑی بکواس کے ساتھ ساتھ اپنے مخالف علماء کرام کو دل کھول کر گالیاں دیں۔ اس تفصیل سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ مولانا امرتسری رحمہ اللہ ۱۸۹۴ء یا اس سے پہلے ہی ردقادیانیت میں اتنی پیش رفت کر چکے تھے کہ ان کا نام صف اول کے مجاہدین کے پہلو بہ پہلو آنا شروع ہو گیا تھا۔

پھر ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کو مرزا قادیانی نے ''معیار الاخیار'' کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں کبار علماء کو مباحثہ کی دعوت دی۔ اس اشتہار کے مدعوین میں بھی مولانا امرتسری رحمہ اللہ کا نام موجود ہے اور اس اشتہار کے جواب میں جو لوگ مباحثہ کے لیے اٹھے ان میں بھی مولانا امرتسری رحمہ اللہ پیش پیش تھے۔

اسی طرح ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار کے ذریعہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور مولانا امرتسری رحمہ اللہ (دیکھئے: مرقع قادیانی جنوری ۱۹۳۲ء ص ۱۳) کو دعوت دی کہ:

''میرے مقابل سات گھنٹہ دوزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں جو بتقطیع کلاں بیس ورق سے کم نہ ہو۔ پھر جس کی تفسیر عمدہ ہوگی وہ مؤید من اللہ سمجھا جائے گا۔ (تاریخ مرزا ص: ۵۷ ومجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موجود ۳/ ۳۳۵)

اس مقابلہ تفسیر نویسی کی روداد نہایت دلچسپ ہے۔ لاہور میں مقررہ مقام پر مولانا امرتسری رحمہ اللہ اور دیگر علماء تشریف لائے لیکن مرزا صاحب قادیان میں گھر کے اندر ہی دبک کر بیٹھ رہے اور وہیں سے علماء اسلام کے فرار کا اشتہار شائع کر دیا۔

ان چند متفرق واقعات سے مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی اس ٹھوس جدوجہد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے ردقادیانیت کے سلسلے میں اس فتنے کے نمود وظہور کے ابتدائی ایام ہی سے اختیار کر رکھی تھی، افسوس ہے کہ اس دور کی سرگرمیوں کی تفصیلات دستیاب نہ ہو سکیں۔

.....(جاری)

مشکوٰۃ المصابیح..... کے شروح وتراجم!

تحریر: جناب ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی

الامام العلامہ حسن بن محمد الطیبی رحمہ اللہ المتوفی ۷۴۳ھ اپنے دور کے جلیل القدر عالم اور عالی قدر محدث گزرے ہیں۔ امت محمدیہ کی راہ نمائی کے لئے آپ حدیث کے ایک جامع اور مستند مجموعے کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ آپ نے اس سلسلے میں اپنے ایک لائق تلمیذ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ سے مشاورت کی۔ بالآخر طے پایا کہ نئے سرے سے کوئی مجموعہ حدیث مرتب کرنے کی بجائے پہلے سے موجود امام بغویؒ کی مرتب کردہ ''مصابیح السنہ'' کی ہی تہذیب وتکمیل کر کے اسے منقح اور مفید بنا دیا جائے۔

امام بغویؒ نے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ''مصابیح السنہ'' میں احادیث کی اسانید حتیٰ کہ اسماء صحابہ کو بھی محذوف کر دیا تھا۔ نیز یہ بھی ذکر نہیں کیا تھا کہ اس حدیث کو کس محدث نے اپنی کتاب حدیث میں روایت کیا ہے۔ وہ کتاب اگرچہ از حد اہمیت، جامعیت اور افادیت کی حامل تھی، تاہم اس میں مذکورہ بالا اصلاح وتکمیل کی گنجائش باقی تھی۔

چنانچہ علامہ طیبیؒ اور امام ولی الدین تبریزیؒ کی باہمی مشاورت سے طے پایا کہ اس کتاب (مصابیح السنہ) کی ہر حدیث کے آغاز میں حدیث کے راوی صحابی اور اس حدیث کے آخر میں اس محدث کا نام ذکر کر دیا جائے جس نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں روایت کیا ہو اور جو شخص حدیث کی پوری سند دیکھنے کا خواہاں ہو وہ اصل کتاب کی طرف مراجعت کر سکتا ہے۔ امام طیبیؒ نے یہ ذمے داری اپنے لائق شاگرد امام ولی الدین تبریزیؒ کے سپرد کی۔ جو اللہ کے فضل سے حدیث کے ماہر اور عالی قدر امام تھے، انہوں نے خوب محنت اور پوری ذمے داری کے ساتھ اس فریضے کو انجام دیا۔

امام طیبیؒ نے اپنے تلمیذ کی اس خدمت حدیث کو نہ صرف سراہا بلکہ اپنے شاگرد کی مرتب کردہ کتاب کی شرح لکھ کر اس کو مزید مفید بنایا۔

''مصابیح السنہ'' کی وجہ تسمیہ

رسول اللہ ﷺ کے فرامین و احادیث امت کے لئے چونکہ روشن چراغ کی مانند ہیں۔ اس مناسبت سے امام بغویؒ نے اپنے مرتب کردہ مجموعہ حدیث کا نام المصابیح یا مصابیح السنہ رکھا۔ مگر احادیث کے راویوں اور ماخذ کے عدم ذکر کی وجہ سے اس میں ایک تشنگی باقی تھی۔ جس طرح روشن چراغ کو ہوا سے بجھ جانے سے بچانے کے لئے اسے دیوار میں بنائے گئے طاقچے میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ بجھ نہ جائے اور اس کی روشنی سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ امام تبریزیؒ کی علمی محنت ''مصابیح السنہ'' کے لئے طاقچے یعنی محافظ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس عمل سے مصابیح السنہ سے یعنی سنت کے چراغوں سے استفادہ مزید آسان ہو گیا۔ دیوار میں بنائے گئے طاقچے کو عربی میں ''مشکوٰۃ'' کہتے ہیں، یہ علمی محنت ''المصابیح'' پر ہوئی تھی، اس لئے اسے ''مشکوٰۃ المصابیح'' کا نام دیا گیا۔

امام تبریزیؒ نے ہر حدیث کے راوی صحابی اور ماخذ حدیث کا ذکر کرنے کے ساتھ مزید یہ کیا کہ ہر باب کے آخر میں ایک تیسری فصل کا اضافہ کر دیا تاکہ ہر باب کی فصل اول اور دوم میں مذکورہ احادیث کے ساتھ ساتھ اسی موضوع سے متعلقہ مزید احادیث بھی قاری کے علم میں آسکیں۔ گویا مشکوٰۃ المصابیح، مصابیح السنہ کی منقح اور مہذب شکل ہے۔

اہمیت:

مشکوٰۃ المصابیح کو ہر دور میں اہل اسلام کے ہاں غیر معمولی شہرت، اہمیت اور مقبولیت حاصل رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب جملہ مکاتب فکر کے مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ یہ اس قدر جامع ہے کہ ایک طالب علم اور عالم دین کو یہ اکیلی کتاب دیگر کتب حدیث سے مستغنی کرتی ہے۔

مؤلف مشکوٰۃ

مشکوٰۃ المصابیح کے مؤلف و مرتب شخصیت کا نام و نسب یہ ہے: ولی الدین، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، العمری، التبریزیؒ۔

العمری

یہ امیر المومنین سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کی طرف نسبت ہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ کی طرف نسبت نہیں کیونکہ ان کی طرف کسی کی نسبت ہو تو اسے 'الفاروقی' لکھا جاتا ہے۔ آپ آٹھویں صدی کے ممتاز صاحب علم تھے۔ آپ کے تفصیلی احوال پردۂ اخفاء میں ہیں۔ آپ ماہ رمضان ۷۳۷ھ میں اپنی اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات اس سے بعد کی ہے۔ آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کی صورت میں امت کو جو علمی تحفہ دیا ہے۔ وہ رہتی دنیا تک کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ کریم آپ کو اپنی رحمت سے نوازے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

مشکوٰۃ المصابیح کی شروح

متعدد اہل علم نے مشکوٰۃ المصابیح کی شروح لکھی ہیں، ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

① الکاشف عن حقائق السنن از علامہ حسن بن محمد الطیبیؒ۔ آپ، مؤلف مشکوٰۃ کے استاذ ہیں جن کی مشاورت اور رہنمائی میں یہ کتاب مرتب ہوئی۔

② مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، از ملا علی القاریؒ

③ لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ

④ مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوریؒ

⑤ التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

⑥ منہاج المشکوٰۃ، از عبدالعزیز بن محمد الابھری

⑦ شرح مشکوٰۃ، امام خلیل بن مقبل العلقمی الحنفیؒ

⑧ شرح مشکوٰۃ، علامہ محمد بن عبداللطیف بن الملک الرومیؒ

⑨ اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (فارسی شرح)

⑩ مظہر النکات، حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

(۱۱) مظاہر حق، علامہ قطب الدین خان دہلویؒ

تخریجات

بعض اہل علم نے مشکوٰۃ کی احادیث کی تخریجات لکھیں، مثلاً

① ہدایۃ الرواۃ الی تخریج احادیث المصابیح والمشکوٰۃ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ۔ ② تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ، مولانا احمد حسن محدث دہلویؒ۔

اختصارات

متعدد اہل علم نے مشکوٰۃ المصابیح کے اختصارات بھی کئے ہیں، مثلاً ① سراج الہدایۃ، مولانا سراج الدین حسین بن بہاؤالدین شاہ جہان آبادی ② الرحمۃ المھداۃ تکملۃ المشکوٰۃ، مولانا نورالحسن خان ③ جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ، مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ۔

اردو تراجم وشروح

① الملتقات علی ترجمۃ المشکوٰۃ، شیخ محی الدین قصوریؒ

② طریق النجات ترجمۃ الصحاح من المشکوٰۃ، مولانا محمد ابراہیم آرویؒ ③ الرحمۃ المھداۃ الی من یرید زیارۃ العلم علی احادیث المشکوٰۃ نواب صدیق حسن خاںؒ

④ سواء الطریق، مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ

⑤ الرحمۃ المھداۃ الی من یرید ترجمۃ المشکوٰۃ، مولانا عبدالاول بن امام عبداللہ غزنویؒ

⑥ ترجمۃ المشکوٰۃ، مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ

⑦ مرآۃ النایح شرح مشکوٰۃ المصابیح مفتی احمد یار خان نعیمیؒ

⑧ انوار المصابیح ترجمۃ مشکوٰۃ المصابیح مولانا عبدالسلام بستویؒ ⑨ سطعات التلقیح ترجمہ وفوائد مشکوٰۃ المصابیح مولانا محمد صادق خلیلؒ ⑩ حاشیہ علی مشکوٰۃ المصابیح، شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ (۱۱) اردو ترجمہ وفوائد مشکوٰۃ المصابیح مولانا شیخ الحدیث محمد رفیق الاثری حفظہ اللہ (۱۲) ترجمہ المشکوٰۃ، مولانا عبدالتواب محدث ملتانیؒ (۱۳) اردو ترجمہ مشکوٰۃ، مولانا محمد یونس گوہر حفظہ اللہ

رجال مشکوٰۃ

یعنی مشکوٰۃ المصابیح میں مذکورہ شخصیات کے تراجم و معارف ① الاکمال فی اسماء الرجال از مؤلف مشکوٰۃ، ② اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی المشکوٰۃ، عبدالحق محدث دہلویؒ ③ اردو ترجمہ الاکمال، حافظ محمد ابوالحسن سیالکوٹی، تلمیذ سید نذیر حسین دہلویؒ ④ اردو ترجمہ الاکمال، مولانا مشتاق احمد ⑤ اردو ترجمہ الاکمال، مولانا معراج الحق ⑥ اردو ترجمہ الاکمال، ابوحمزہ سعید مجتبیٰ السعیدی

❋❋❋❋❋

پاک بھارت مشترک اقدار میں علمی ورثہ بھی ہے۔ اس علمی ورثہ سے استفادہ کے لیے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات نہایت ضروری ہیں

علی گڑھ یونیورسٹی بھارت کے پروفیسر ممتاز سیرت نگار ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی کا استقبالیہ سے خطاب

14 مارچ 2014ء لاہور ( ) علی گڑھ یونیورسٹی بھارت کے پروفیسر ممتاز سیرت نگار ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے کہا ہے کہ پاک بھارت مشترک اقدار میں علمی ورثہ بھی ہے۔ اس علمی ورثہ سے استفادہ کے لیے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات نہایت ضروری ہیں، مسلمان علماء اور اسکالرز دونوں ملکوں کے درمیان نہ صرف پائیدار تعلقات میں امن اور دوستی کے سفیر کا کردار ادا کر سکتے ہیں، بلکہ سیاسی تنازعات کے حل میں علمی وفکری معاونت بھی فراہم کر سکتے ہیں۔ محبت کے کوٹہ میں جب مجھے کمی نظر آتی ہے تو میں اسے پاکستان آ کر پورا کر لیتا ہوں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے شعبہ تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث کی طرف سے مرکز 106 راوی روڈ میں منعقدہ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس میں سینئر صحافی وتجزیہ نگار مجیب الرحمٰن شامی، ممتاز مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، ڈاکٹر محمد حماد لکھوی، ڈاکٹر خالد ظفر اللہ، حافظ احمد شاکر، مولانا نعیم بٹ، بشیر انصاری، حافظ عبدالرزاق، حافظ بابر فاروق رحیمی، حافظ یٰسین طٰہٰ، فخر الاسلام، محمد یوسف سراج، سلیم چنیوٹی، خالد شہزاد فاروقی سمیت دیگر شخصیات نے شرکت کی۔ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جاہل قوم کو متحد اور اعلیٰ بنا دیا، یہ تاریخ میں ایک شاندار کارنامہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل زندگی عظمت اور بڑائی کی اعلیٰ مثال ہے۔ ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی نے مطالعہ تاریخ میں استاد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ تاریخ کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے، صحیح اسناد سے استفادہ کیا جائے اور غیر جانب دارانہ اسلوب اختیار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ میں آدھا سچ تاریخ سے خیانت کے مترادف ہے، جو حقائق ہیں انہیں پسند و ناپسند سے بالاتر ہو کر پیش کیا جائے۔ جس مکی دور کو ہم دورِ جاہلی کہتے ہیں وہ اتنا جاہلی دور نہ تھا، بلکہ ان کی اپنی روایات، تمدن اور اقدار تھیں جن پر وہ عمل کرتے تھے، اور اس کے ساتھ ساتھ دینِ حنیفی کے اثرات ان میں پائے جاتے تھے، اور تمام تر برائیوں اور شرک وغیرہ کے باوجود اسلام کے بنیادی ارکان نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کسی نہ کسی صورت میں ان میں موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنیادی طور پر مکہ کے لوگوں کو انہی کے دین کی طرف بلا رہے تھے جسے وہ ترک کر چکے تھے۔ انھوں نے کہا کہ محققین اور مفسرین مکی سورتوں کا تو ذکر کرتے ہیں مگر مکی احادیث کا کوئی ذکر نہیں ملتا، اس لیے اس طرف بھی تحقیق کی ضرورت ہے، جیسے معراج کا واقعہ پورا مکی حدیث ہے۔ صحابہ کرام پر جو ظلم ہوا وہ بھی مکی احادیث میں شامل ہے۔ انھوں نے کہا کہ مکی دور میں علوم وفنون کا اہتمام ہوا۔ زرعی، دینی، دنیاوی اور سیاست سے متعلق علوم اس دور میں ملتے ہیں اور قرآن مجید تمام علوم وفنون کا مجموعہ ہے۔ مجیب الرحمٰن شامی نے ڈاکٹر صدیقی کی سیرت نگاری کے میدان میں خدمات کو سراہا اور پاکستان آمد پر انہیں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے کہا کہ پاک بھارت علماء کی سطح پر وفود کا تبادلہ رہنا چاہیے تاکہ ہم باہمی علمی ورثہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ انہوں نے پیغام ٹی وی کے دفاتر کا دورہ کیا اور اس کی نشریات کو سراہا۔ آخر میں معزز مہمانوں کو کتب کے تحائف پیش کیے گئے۔ نقابت کا فریضہ پروفیسر رانا تنویر قاسم نے انجام دیا۔

بقیہ: دعوت وتبلیغ

محمد عبداللہ گوزداسپوری کی لطائف وظرافت سے بھرپور شعلہ کلامی ہماری مسلکی تاریخ کی سنہری و دلکشا نظیریں ہیں جن کی تفصیلات کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

بہرکیف ہمارے موضوع سے جو بات تعلق رکھتی ہے وہ یہی ہے کہ ان نامور اور اپنے وقت کے جلیل القدر مقررین اور خطبائے عظام کا اندازِ بیاں مثبت پیرائے میں ہوتا، مخالف مکتب فکر کا اگر ذکر بھی کرتے تو نہایت اخلاق کریمانہ اور دردمندی کے ساتھ جو عقل وشعور کو بیدار کرتا۔ بلاشبہ امن کے ماضی کے ادوار میں ہمارے مناظرین و واعظین نے بحث وتمحیص کے میدان میں مخالفین کو دندان شکن جواب دیئے۔ لیکن آج جبکہ ملک میں نت نئے فتنوں اور فرقہ واریت و دہشت گردی کا دور دورہ ہے اندریں کشیدہ حالات میں ضروری ہوگا کہ ہمارے نوجوان مقررین اپنے متذکرہ بالا اسلاف کی تابندہ روایات کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے مثبت ومؤثر طریقۂ خطابت کو اختیار کریں اور حکمت و دانش مندی کے ساتھ قرآن و سنت کی اشاعت وترویج کا فریضہ ادا کریں۔ آخر میں علامہ اقبال کے چند اشعار ع

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا تو ہے ٹوٹا ہوا اک تارا
تجھے اپنے آباء سے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

طب و صحت

بصارت کو بہتر بنانے والی غذائیں

حکیم راحت نسیم سوہدروی

آنکھیں قدرت کا انمول عطیہ ہیں۔ زندگی کی تمام بہاریں آنکھوں سے ہی ہیں۔ آنکھوں کی قدر و اہمیت کسی نابینا سے پوچھیے۔ ہر آنکھ کے پیچھے پردہ چشم کے مرکز میں خصوصی بافتوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جسے جوفِ چشم کہتے ہیں۔ جب پردہ چشم کا جوف خراب ہونے لگتا ہے تو اس خرابی کی وجہ سے انسان بصارت سے محروم ہو جاتا ہے یا بصارت کم ہو جاتی ہے۔ یہ مرض عموماً 60 سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے۔ ایک اندازہ ہے کہ دنیا میں 25 ملین سے زیادہ افراد عمر بڑھنے کے باعث آنکھوں کے پٹھوں کی کمزوری اور سفید موتیا جیسے امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امریکن بصارت پیمائی ایسوسی ایشن کے جائزے کے مطابق یہ امراض بصارت کے خاتمے یا کمی کا باعث بن جاتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق اس مرض کا سبب ناقص غذا ہے اور صحت بخش غذا میں شامل مقویات جن میں لیوٹین اور زیکس تھن جیسے اہم غذائی اجزاء ہوتے ہیں۔ ان کے باقاعدہ استعمال سے آنکھوں کے ان امراض سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتیں اور معدنیات وغیرہ پردہ چشم کی کمزوری اور موتیا جیسی بیماریوں کا خطرہ کم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایسی غذا جن میں حیاتین ج، حیاتین ای، کیروٹین، زنک اور اومیگا 3 فیٹی ایسڈ سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ان سے نہ صرف عمر میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان امراض کا راستہ روکنے میں مددگار ہے۔ یہ اجزاء سبز پتوں والی ترکاریوں مکئی، آم، آڑو اور بہت سی دوسری سبز سرخ ترکاریوں اور پھلوں میں پائے جاتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ جن افراد کی غذاؤں میں لیوٹین کا حصہ زیادہ ہوتا ہے ان میں چشم کے امراض کی شرح بہت کم ہوتی ہے۔ تمباکو نوشی کرنے والوں کو جوفِ چشم کے مرض کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ تمباکو نوشی کا جسم میں موجود لیوٹین پر زیادہ منفی اثر ہوتا ہے۔ اس طرح لیوٹین حیاتین ج پر بھی مضر اثر ڈالتی ہے۔ ذیل میں ہم ان غذاؤں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں ہم اپنی خوراک میں شامل کر کے نہ صرف اپنی بصارت کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ چشم کے امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

انڈا ناشتہ میں پروٹین سے بھرپور انڈا ضرور شامل کریں، انڈے میں اہم غذائی اجزاء اور حیاتین پائے جاتے ہیں۔ انڈے کی زردی میں لیوٹین اور زیکس تھن سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین ای اور اومیگا 3 جیسے اہم اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اگر دیسی انڈا میسر ہو تو ہفتے میں چار روز انڈا کھا لینا چاہئے۔ آج کے دور میں پولٹری فارم کے باعث جو انڈے میسر ہیں ان میں کولیسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے پولٹری کے انڈے جن میں کولیسٹرول بڑھا ہوا ہے اعتدال میں استعمال کریں اور لیوٹین کی ضرورت پھلوں اور سبزیوں سے پوری کریں۔

مالٹا یہ رس بھرا پھل حیاتین ج سے بھرپور ہوتا ہے جو آنکھوں کی بافتوں (ٹشوز) کے لیے بہت اہم غذائی جزو ہے۔ حیاتین ج آنکھوں کی بافتوں کو اس نیلی روشنی سے محفوظ رکھتی ہے جو سورج کی روشنی میں پائی جانے والی ضرر رساں تابکاری ہے۔ سفید موتیا بند کے بچاؤ میں مدد دیتی ہے۔ اینٹی اوکسی ڈینٹ کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔

پالک پالک کا ایک کپ غذائیت سے بھرپور لیوٹین اور زیکس تھن سے بھرپور ہوتا ہے۔ پالک کو صحت مندانہ مقدار میں لینے کے لیے سینڈوچز میں سلاد اور سبزی کے طور پر لیا جا سکتا ہے۔ اس میں یہ خصوصیت بھی موجود ہے کہ اگر اسے پکا کر استعمال کیا جائے تو اس میں موجود لیوٹین جسم میں آسانی سے تحلیل ہو جاتی ہے۔

مکئی (بھٹہ) یہ نہ صرف مزے دار ہوتے ہیں بلکہ لیوٹین اور زیکس تھن سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق مکئی کو جس قدر پکایا جائے اس میں اسی قدر لیوٹین اور اینٹی اوکسی ڈینٹ کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ مکئی کو سوپ، انواع و اقسام کے سیرپ اور مختلف کھانوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

گوبھی یہ سبزی حیاتین ج، فائبر (ریشہ) سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس میں بصارت بڑھانے والے جزو لیوٹین اور زیکس تھن پائے جاتے ہیں۔ گوبھی کی شاخ کو آملیٹ، پیزا، توس، میکرونی، سیلڈ وغیرہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کرم کلا یہ بند گوبھی کی ایک قسم ہے جس میں حیاتین اور اینٹی اوکسی ڈینٹ کی اہم مقدار ہوتی ہے۔ اس میں لیوٹین اور زیکس تھن جیسے اہم اجزاء جو بصارت کے لیے مفید ہیں موجود ہوتے ہیں۔ اس کے ایک کپ سے 23.8 ملی گرام لیوٹین اور زیکس تھن حاصل ہوتے ہیں۔ سلاد اور ترکاری کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس کے پتوں کو چپس کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ کینسر میں بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ میٹھا کدو، لال انگور، ہرے مٹر، کھیرہ، سنگترے کا رس، خربوزہ، آم، سیب، گاجر، شکرقندی، خشک خوبانی اور ٹماٹر میں بھی لیوٹین اور زیکس تھن کی موجودگی بصارت کے لیے ان اشیاء کا استعمال مفید ہے۔

خط و کتابت کا پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی
مطب ہمدرد سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
042-35419788

تھرپارکر (سندھ) کے قحط زدگان کی امداد

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب اور ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کی ہدایت کے مطابق تمام صوبائی، ضلعی و شہری امراء و ناظمین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ تھرپارکر کے علاقے میں خشک سالی کی وجہ سے پیدا شدہ قحط کی صورت حال کے پیش نظر اپنے اضلاع/ شہروں سے امداد اکٹھی کر کے مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں فوری طور پر پہنچائیں تا کہ اسے مستحقین تک پہنچایا جا سکے۔

منجانب:۔ **حافظ شاهد امین**

چیئرمین شعبہ خدمت خلق مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان 042-37729933

منزل کی تمنا ہے تو کر جُہدِ مسلسل.....خیرات میں جُبہ و دستار نہیں ملتے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی وصوبائی وفد کا دورہ ڈسکہ اور پنڈی بھٹیاں

ڈسکہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل ڈسکہ کے زیر اہتمام عظیم الشان تنظیمی وتربیتی کنونشن ڈسکہ کی معروف دینی درسگاہ جامعہ شمس الہدیٰ میں مولانا عبدالغفور طاہر کی زیر امارت اور حافظ عبدالغفار کی نظامت میں منعقد ہوا۔ اس کنونشن کی کامیابی کے لئے پوری تحصیل میں اشتہارات، SMS اور سوشل میڈیا کے ذریعے بھرپور مہم چلا کر جماعت میں ایک نئی تحریک پیدا کر دی۔ کنونشن میں سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ، امیر پنجاب حافظ عبدالستار حامد، نائب ناظم اعلیٰ حافظ محمد یونس آزاد نے شرکت فرما کر اسے رونق بخشی۔ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث خالص اسلام کا نام ہے۔ صحابہ کے طریقے اور اسلاف کے افکار کا نام ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی تاریخ شہادتوں اور قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ وہ واحد جماعت ہے جس نے ہر دور میں اللہ کی توحید اور پیارے رسولؐ کے پرچم کو بلند کیا اور اس کے لئے کبھی فرنگی کا مقابلہ کیا اور کبھی فوجی آمریت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے رہے۔

پروفیسر عبدالستار حامد کنونشن سے مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کے امیر جناب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مؤثر تبلیغی نیٹ ورک سے دنیا توحید وسنت کی کرنوں سے منور ہو رہی ہے۔ جہالت کا اندھیرا چھٹ رہا ہے۔ تحقیق کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ ہماری جماعت پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کے میدان میں ہر قسم کی جہالت وگمراہی کا مقابلہ کر رہی ہے۔ پیغام ٹی وی کے ذریعے ہر گھر کے اندر دعوت پہنچائی جا رہی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم متحد ہو کر جماعت کا ہراول دستہ بنیں اور جماعتی قائدین کی پالیسیوں کو آگے بڑھائیں۔

حافظ محمد یونس آزاد: مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب ناظم اعلیٰ حافظ محمد یونس آزاد نے اس بھرپور کنونشن کی کامیابی پر حافظ عبدالغفور طاہر، حافظ عبدالغفار نقیب اور ان کے ساتھیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ تحصیلی امیر حافظ عبدالغفور طاہر نے جماعتی احباب اور عوام الناس کو جماعتی زندگی کی اہمیت، تنظیم سازی اور جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کے فوائد وثمرات سے آگاہ کیا۔

تحصیلی ناظم مولانا حافظ عبدالغفار نقیب نے کہا کہ اس عظیم الشان کنونشن سے اہل تحصیل ڈسکہ نے مرکزی جمعیت کے ساتھ اپنی وابستگی اور محبت کو ظاہر کیا ہے، بہت سارے ایسے لوگ جو جماعتی زندگی سے بے بہرہ تھے آج بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ ہمارے قائدین کو صحت وتندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔

ڈسکہ کے اس کنونشن میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع سیالکوٹ کے امیر اور ناظم جناب ملک منیر احمد اور جناب مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر بطور خاص تشریف لائے۔ اس کے علاوہ اہل حدیث یوتھ فورس کے ذمہ داران قاری محمد عرفان اور آصف محمدی نے یوتھ فورس کے نوجوانوں کے ہمراہ خصوصی شرکت کی۔ علاوہ ازیں اس کنونشن میں مولانا عبدالستار عابد، مولانا فاروق الرحمٰن مدنی، مولانا محمد اکرم باگڑی، مولانا حافظ عابد الٰہی، مولانا حافظ صفدر عثمانی، مولانا محمد زکریا چیمہ، مولانا عطاء الرحمٰن کیلانی، مولانا افتخار احمد طاہر، مولانا عبدالرزاق زاہد، مولانا سعید سکندر، مولانا حافظ محمد الطاف، مولانا حافظ عبدالوحید، مولانا حافظ عبدالرحمٰن مکی، مولانا قیصر سجاد، مولانا اعجاز ساہی، مولانا اعجاز انصاری، مولانا محمد مشتاق، مولانا محمد منیر طاہر، مولانا قاری عباس، مولانا قاری محمد ابوبکر، مولانا حافظ عبدالوارث، مولانا حافظ عبدالرحمٰن بٹ، مولانا عبدالحفیظ مظہر، مولانا عبدالستار بخاری، مولانا قاری عبدالقیوم، مولانا قاری عبدالباری، مولانا غلام مصطفیٰ فاروق، مولانا سید اسلم شاہ، مولانا عبدالرشید ثاقب، مولانا عبدالقدوس یزدانی، مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عبیدالرحمٰن سلفی، مولانا محمد داؤد، مولانا عبدالخالق، مولانا منیر ارشد، مولانا نعیم الرحمٰن، مولانا حافظ عبدالوحید، مولانا قاری محمد آصف، محمد یٰسین وھدو بسراء، حافظ محمد ذیشان علوی، حافظ محمد نواز، قاری صابر مجاہد، قاری عبیداللہ و دیگر علماء وکارکنان نے بھرپور شرکت کی۔ یہ کنونشن انتظامات، حاضری اور خطابات کے حوالے سے ایک مثالی کنونشن تھا۔

پنڈی بھٹیاں

جماعت کے معروف خطیب حضرت مولانا قاری محمد دین ندیم ناظم ضلع حافظ آباد کی پرخلوص دعوت پر مولانا محمد نعیم بٹ سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان جامعہ محمدیہ اہل حدیث پنڈی بھٹیاں تشریف لائے۔ ان کے ساتھ حافظ محمد عمران تبسم صدر A.Y.F پنجاب بھی تھے۔ نماز عصر باجماعت ادا کرنے کے فوراً بعد اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز قاری محمد اسحاق کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ ان کے بعد حضرت مولانا محمد اشرف ربانی نے خطاب فرمایا۔ جماعتی درد کے حاملین احباب اور ذمہ داران جوق در جوق پہنچ چکے تھے۔ میزبان قاری محمد دین ندیم صاحب نے مہمانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور اجلاس کی غرض وغایت پر بڑے خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی۔ ان کے بعد حافظ محمد عمران تبسم نے یوتھ فورس کی نمائندگی کرتے ہوئے نوجوانوں کی ذمہ داریاں، مرکزی جمعیت اہل حدیث سے تعلق اور مسلک اہل حدیث کی خدمت پر پُرمغز خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس کی قیادت بے لوث اور مخلصانہ خدمات سرانجام دے رہی ہیں جو کہ انتہائی اعلیٰ درجہ کا عمل ہے۔ حضرت بٹ صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ اہل حدیث یوتھ فورس کے ایک مقامی یونٹ کی ذمہ داری سے لے کر آج سینئر نائب ناظم اعلیٰ کے منصب پر پہنچے ہیں۔ یقیناً اس لمبے عرصہ میں نہ کبھی ان کی جماعتی وفا میں فرق آیا اور نہ کبھی جماعتی پالیسی اور قیادت سے دغا کیا۔ نوجوانوں کے لئے یہ ایک زندہ مثال ہے۔

آخر میں مولانا محمد نعیم بٹ صاحب سینئر نائب ناظم اعلیٰ نے بڑا ہی شاندار اور جاندار مفصل خطاب فرمایا، جسے حاضرین محفل نے بے حد سراہا اور جماعتی استحکام اور مضبوط وابستگی کا بار بار وعدہ کرتے رہے۔ حضرت بٹ صاحب نے اپنی گفتگو کا آغاز خطبہ مسنونہ کے بعد اس شعر سے کیا:

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل
خیرات میں جبہ و دستار نہیں ملتے

پھر اس کی تفصیل مختلف امثال، واقعات اور آیات سے کی جو انتہائی مؤثر اور دلچسپ تھی۔ مسلک کی حقانیت پر انہوں نے دعویٰ کیا کہ تمام مسالک فرش پر بنے ہیں اور مسلک اہل حدیث عرش سے آیا ہے۔ دیگر مسالک مخلوق نے بنائے ہیں جبکہ مسلک اہلحدیث خالق نے بنایا ہے۔ اس مسلک کی تشہیر وتبلیغ ہماری ذمہ داری ہے۔ جو کہ ہم امیر محترم پروفیسر ساجد میر اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی قیادت میں اللہ کی خوشنودی کے لئے نبھا رہے ہیں۔

دوران گفتگو انہوں نے پیغام ٹی وی چینل کو جماعت کا سنہری کارنامہ قرار دیا اور کہا کہ کاروباری، اشتہاری اور بازاری چینل بہت ہیں مگر قرآن وسنت سے وفاداری صرف پیغام ٹی وی کر رہا ہے۔ پرچہ اہل حدیث کی اہمیت بیان کرتے ہوئے انہوں نے اسے ہر گھر کی ضرورت قرار دیا۔ پروگرام دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوا۔

☆☆☆☆☆

دعوت وتبلیغ دین اور ہمارے اسلاف

تحریر
جناب مولانا محمد یوسف انور
فیصل آباد

حال ہی میں وزارتِ داخلہ کی جانب سے داخلی سلامتی کو یقینی بنانے اور دہشت گردی سے نبٹنے کے لئے جو 35 نکاتی ایکشن پلان تیار کیا گیا ہے اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ انتہا پسندی کی بڑھتی ہوئی سوچ کو روکنے اور شدت پسندانہ رجحانات پر قابو پانے کے لئے علماء، مساجد و مدارس اور تعلیمی اداروں کی خدمات حاصل کی جائیں۔ وطن عزیز میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کو فروغ دینے اور فروعی و مسلکی اختلافات کو آگے بڑھانے سے تحمل و بردباری کے فقدان اور عدم برداشت و رواداری کی جو مسموم فضا پیدا ہوئی ہے اس نے مفاد پرستوں اور دہشت گردوں کے لئے بہت سی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ دہشت گردی کے اس انداز کو فروغ دینے میں چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سادہ لوح نوجوانوں کو ہی دین و مذہب کے نام پر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اس لئے مؤثر طور پر انہیں روکنے کا کام بھی مذہبی دانشور، علماء اور مساجد و مدارس کے خطباء و اساتذہ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس ایک ایسا مستقل پلیٹ فارم منبر و محراب کی صورت میں موجود ہے جسے وسیع تر قومی مفاد اور ملک و قوم کی بہتری کے لئے مثبت انداز میں استعمال کرنے کی ترغیب دی جا سکے۔

دعوت و تبلیغ دین کا یہ مثبت انداز اور ایکشن پلان روزِ اول سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی مکرم محمد رسول اللہ ﷺ کو ذیل کی آیت مبارکہ کے ذریعے دے دیا تھا:

﴿ادْعُ إِلِى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (النساء)

''اے نبیؐ! اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور اگر بحث و مباحثہ کی ضرورت پیش آئے تو اس میں بھی خوبصورت طرزِ تکلم اختیار کیجئے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلاً بَلِيغاً﴾ (النساء:۶۳)

''یعنی انہیں ایسی نصیحت کرو جو ان کے دلوں میں اتر جائے۔ قولِ بلیغ اور دلنشیں پیرائے میں بات کریں۔''

حکمت کا جاننا بہت ضروری ہے، صاحبِ حکمت وہ ہے جو عمدہ عقل اور بہتر تدبیر سے کام لے۔ مگر آج دعوت دین کے معاملے میں عام طور پر حکمت کی بجائے حماقت سے کام لیا جاتا ہے جس کے نتائج میں مسلمانوں کی اکثریت مذہب سے بیزار ہو رہی ہے۔ زبردستی منوانا نہ ہی تبلیغ ہے اور نہ ہی اس کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ○ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ﴾ (الانعام:۱۰۷-۱۰۸)

''یعنی ان مشرکوں کے پیچھے نہ پڑو، اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو (وہ خود ایسا بندوبست کر سکتا تھا) کہ یہ لوگ شرک نہ کرتے، آپ ﷺ کو ہم نے ان پر پاسبان مقرر نہیں کیا اور نہ ہی تم ان پر حوالدار ہو۔''

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو داعی اور مبلغ بنایا گیا ہے کوتوال نہیں۔ آپ ﷺ کا کام صرف یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اس روشنی کو پیش کر دیں اور اس سلسلہ میں کوئی کسر باقی نہ رکھیں۔ اب اگر کوئی اس حق کو قبول نہیں کرتا تو نہ کرے، آپ ﷺ کو نہ اس کام پر مامور کیا گیا ہے کہ لوگوں کو حق پرست بنا کر ہی رہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی ذمہ داری میں یہ بات شامل ہے کہ آپ ﷺ کے حلقہ نبوت میں کوئی شخص باطل پرست نہ رہ جائے۔ لہٰذا اس سلسلے میں اپنے آپ کو اور اپنے ذہن کو اس فکر میں پریشان نہ کریں کہ اندھوں کو کس طرح بینا بنایا جائے، جو آنکھیں کھول کر دیکھنا ہی نہیں چاہتے انہیں کیسے دکھایا جائے۔ اگر حکمت الٰہی کا تقاضا یہی ہوتا کہ دنیا میں کوئی شخص باطل پرست نہ رہنے دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ سے یہ کام لینے کی کیا ضرورت تھی؟ اسکا تو ایک اشارہ ہی تمام انسانوں کو حق پرست بنا سکتا تھا مگر وہاں تو مقصود سرے سے یہ ہے ہی نہیں بلکہ مقصود تو یہ ہے کہ انسان کے لئے حق اور باطل ان کے انتخاب کی آزادی باقی رہے اور پھر حق کی روشنی اس کے سامنے پیش کر کے اس کی آزمائش کی جائے کہ وہ دونوں میں سے کس کا انتخاب کرتا ہے۔ پس آپ ﷺ کے لئے صحیح طرزِ عمل یہی ہے کہ جو روشنی آپ ﷺ کو دکھائی گئی ہے اس کے اجالے میں سیدھی راہ پر خود بھی چلتے رہو اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیتے رہو۔ جو لوگ اس دعوت کو قبول کریں انہیں سینے سے لگاؤ اور ان کا ساتھ نہ چھوڑو، خواہ وہ دنیا کی نگاہ میں کیسے ہی حقیر ہوں۔ جو قبول نہ کریں ان کے پیچھے نہ پڑو، جو برے انجام کی طرف خود جانا چاہتے ہیں اور جانے پر مُصر ہیں اس کی طرف جانے کے لئے انہیں چھوڑ دو۔

﴿وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ (القلم:۴۵)

''میں ان کی رسی دراز کر رہا ہوں، میری تدبیر بڑی زبردست ہے۔''

مبلغ دین کی راہنمائی یوں فرمائی گئی ہے:

''اے نبی! نرمی درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کئے جاؤ اور جاہلوں سے مت الجھو، اگر کبھی شیطان تمہیں اکسائے تو اللہ کی پناہ مانگو، وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔'' (الاعراف:۱۹۹)

اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظّاً غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (آل عمران:۱۵۹)

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر آپ ﷺ درشت خو اور سخت دل ہوتے تو یہ سب لوگ آپؐ کے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔ چنانچہ آپ ﷺ انہی باتوں کی ہدایت ان لوگوں کو خاص طور پر کرتے تھے جنہیں تبلیغ دین کے لئے مامور کر کے روانہ فرمایا کرتے تھے: ((بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا)) یعنی لوگوں کو دین کی بشارتیں دو، متنفر نہ کرو، لوگوں کے لئے سہولت کا موجب بنو نہ کہ تنگی و سختی کے۔ (بخاری)

مخالف کو نصیحت کا انداز اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کو حکم دیا:

اخبار الجماعۃ

اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع سیالکوٹ کا ایک اہم اجلاس مرکزی عیدگاہ شہاب پورہ منعقد ہوا جس کی صدارت جناب پروفیسر اکرم تسیم جج نے کی جبکہ مہمان خصوصی سینئر نائب ناظم اعلیٰ جناب مولانا محمد نعیم بٹ تھے۔ اجلاس کی کارروائی کو مولانا کفایت اللہ شاکر نے اغراض ومقاصد کو بیان کر کے شروع کیا۔ اجلاس میں ضلع کی کابینہ، تمام تحصیلوں کے امراء وناظمین، خازنین اور نشرواشاعت کے ذمہ داروں نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب ناظم اعلیٰ جناب مولانا محمد نعیم بٹ نے 10 اپریل منی سٹیڈیم گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والی بیداری ملت کانفرنس کے بارے تفصیلی بریفنگ دی اور اس کی تیاریوں کے بارے حاضرین کو آگاہ کیا۔ مولانا محمد نعیم بٹ نے مزید کہا کہ بیداری ملت کانفرنس ان شاء اللہ پورے ڈویژن گوجرانوالہ میں کارکنوں کے اندر بیداری پیدا کردے گی۔ انہوں نے بطور ورکر ہر ذمہ دار کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی تلقین کی۔

اجلاس میں طے ہوا کہ ڈویژنل بیداریٔ ملت کانفرنس کیلئے پورے ضلع سیالکوٹ میں بھرپور پبلسٹی مہم چلائی جائے گی۔ ہر تحصیل، ہر یونٹ سے بسوں کی شکل میں قافلے 10 اپریل کو منی سٹیڈیم گوجرانوالہ پہنچیں گے۔ اجلاس میں شیخ عتیق الرحمٰن، حافظ عبدالغفار نقیب، قاری محمد الیاس، قاری مزمل الدین، قاری نعیم مجاہد، قاری خورشید عالم، حافظ راشد محمود، حافظ اسداللہ علیم، ڈاکٹر عبدالسمیع، حاجی عبدالحمید سمیت دیگر ذمہ داران نے شرکت کی۔

منجانب:۔ ناظم نشرواشاعت مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع سیالکوٹ

قائدین سندھ کا دورہ

2 مارچ 2014ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ کے مرکزی قائدین نے اندرون سندھ کا دورہ کیا۔ وفد کی قیادت ناظم اعلیٰ سندھ پروفیسر مولانا محمد ابراہیم نے کی۔ وفد میں نائب ناظم مولانا یوسف کاظمی، سینئر نائب امیر مولانا افضل سردار، ناظم مالیات سندھ شکیل بھائی اور مولانا اعجاز فاروقی بھی شریک تھے۔ وفد نے گوٹھ قل کاکا میں حافظ زبیر احمد کاکا سے ان کی ہمشیرہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ بعدازاں ضلع ٹیاری کے ذمہ داران کے اجلاس میں حافظ زبیر احمد کاکا نے ضلعی سرگرمیوں سے وفد کو آگاہ کیا۔ بعدازاں مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ نماز عصر کے بعد مولانا افضل سردار نے حقانیت مسلک اہل حدیث پر خطاب کیا اور مولانا یوسف کاظمی نے درس قرآن دیا۔ آخر میں مولانا محمد ابراہیم طارق نے ''صبر واستقامت'' کے عنوان پر خطاب کیا۔ وفد نے ضلع ٹیاری میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی جانب سے بنائے جانے والے گھروں کا معائنہ کیا اور ضلع ٹیاری میں لگائے گئے ہینڈ پمپوں کا افتتاح بھی کیا۔

المرسل:۔ حافظ صلاح الدین کاکا ناظم تحصیل نیو سعید آباد

مولانا امیر عبداللہ فاروقی کی مرکز آمد

مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کے سینئر نائب امیر جناب مولانا امیر عبداللہ فاروقی مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور تشریف لائے۔ انہوں نے ناظم مرکز حافظ بابر فاروق رحیمی سے ملاقات کی۔ مرکز اور پیغام ٹی وی کے دفاتر کا وزٹ کیا۔ انہوں نے صوبہ سندھ کے جماعتی حالات اور خصوصاً حیدر آباد کے علاقوں کی صورت حال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ الحمدللہ مرکزی جمعیت اہل حدیث سندھ بھر میں توحید وسنت کی ترویج واشاعت کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ مرکزی قائدین جناب پروفیسر ساجد میر امیر مرکزیہ اور ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی قیادت میں متحد ومتفق ہیں اور خصوصاً پیغام ٹی وی کی نشریات کے حوالے سے انہیں بھرپور خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور اسے جماعت کا عظیم سرمایہ قرار دیتے ہیں۔ (ادارہ)

سیرت النبیؐ وحسن قرأت کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث ملتان سٹی کے زیر اہتمام 28 مارچ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء، بمقام مرکزی جامع مسجد ابن تیمیہ اہل حدیث (المعروف چوہدری محمد صدیق والی) میکو کالونی معصوم شاہ روڈ ملتان میں زیر صدارت الشیخ محمد شریف چنگوانی امیر ضلع ملتان منعقد ہورہی ہے۔ جس میں شیر پنجاب مولانا منظور احمد، حضرت مولانا سید سبطین شاہ نقوی کے علاوہ جماعت کے نامور علماء اور قراء حضرات تشریف لارہے ہیں۔

منجانب:۔ چوہدری عبداللطیف وانتظامیہ مسجد ہذا

قبول اسلام

جامع مسجد کوثر اہل حدیث عظیم گراؤنڈ درس بڑے میاں مغلپورہ لاہور میں تین عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ جن کے نام محمد آصف، محمد عبداللہ، صوبیہ (بہن) تجویز ہوا ہے۔ کلمہ قاری مہر مصطفیٰ ربانی، خطیب مسجد ہذا نے پڑھایا۔ مسجد کے ساتھیوں نے اُن کا ایک ماہ کا مکمل خرچ کا ذمہ بھی اُٹھایا۔ احباب ان کیلئے استقامت کی دعا فرمائیں۔

منجانب: حافظ یٰسین طٰہٰ، لاہور

عظیم الشان دعوۃ محمدیہ کانفرنس

مورخہ یکم اپریل بروز منگل بعد نماز عشاء، جامع مسجد اہلحدیث بمقام، دادو باجوہ پسرور

زیر صدارت: مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر ناظم تبلیغ پنجاب

زیر سرپرستی: جناب رانا خلیق خاں پسروری

مقررین:۔ عظیم سکالر رانا محمد شفیق خاں پسروری، حافظ عمر صدیق گوجرانوالہ، جناب حافظ راشد علی محمدی، پسرور۔

منجانب:۔ حافظ اسداللہ علیم ناظم نشرواشاعت سیالکوٹ

0321-2602215

مستقل خطبہ جمعۃ المبارک

جامعہ محمدیہ اہل حدیث ڈالیوالہ (ستراہ) تحصیل ڈسکہ میں مستقل خطبہ جمعۃ المبارک مولانا رانا محمد سرفراز خاں پڑھایا کریں گے۔

المرسل:۔ (مولانا) ظفر اقبال محمدی مدرس جامعہ ہذا

۲۸ مارچ کا خطبہ جمعہ

مرکز خالد بن ولید ذیشان کالونی پاکپتن شہر میں جاوید اقبال بخاری صدر A.S.F پنجاب پڑھائیں گے۔ نماز جمعہ کے فوراً بعد A.S.F کا اجلاس ہوگا۔ اجلاس کی صدارت مولانا عمر فاروق SP 37 والے کریں گے، اسی طرح بروز ہفتہ جامع مسجد رحمانیہ عارفوالہ میں نماز مغرب A.S.F کا اجلاس ہوگا۔

منجانب:۔ شعبہ نشرواشاعت A.S.F پنجاب

سالانہ عظیم الشان دعوۃ محمدی کانفرنس

مورخہ 29 مارچ بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

زیر صدارت: مولانا مفتی کفایت اللہ شاکر ناظم تبلیغ پنجاب

حضرت مولانا قاری یٰسین بلوچ، حضرت مولانا عبدالسنان راسخ، حضرت مولانا قاری محمد خالد مجاہد، حضرت مولانا پروفیسر مطیع اللہ باجوہ، حضرت مولانا رانا محمد خلیق خاں پسروری، حضرت مولانا عبدالغفار نقیب ڈسکہ۔

منجانب:۔ حافظ اسداللہ علیم ناظم نشرواشاعت سیالکوٹ

پیغام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس میانوالی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع میانوالی کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ''پیغام مصطفیٰ ﷺ'' کانفرنس 6 اپریل بعد نماز ظہر تا مغرب بمقام مرکز اہل حدیث کمر مشانی میں ہوگی۔ کانفرنس کی صدارت ضلعی امیر مولانا شفیع اللہ سلفی کریں گے جبکہ جناب مولانا سیف اللہ خالد ملتانی کے خصوصی خطاب سمیت دیگر ضلعی ومقامی علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشرواشاعت میانوالی 0312-5027406

قاری کے ضرورت مند متوجہ ہوں

ایک قاری قرآن، خوش الحان، پختہ منزل ان دنوں فارغ ہیں۔ ضرورت مند حضرات جلد رابطہ فرمائیں۔ ترجیحاً لاہور سرگودھا گردونواح۔

رابطہ:۔ قاری محمد عمر 0344-6919149

اپیل دعائے صحت

میری بھانجی سائرہ عثمان بنت عبدالوکیل کیلانی عرصہ دراز سے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہے اور شوکت خانم ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ احباب اس کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

منجانب:۔ حفیظ الرؤف ہاشمی، لاہور

ماہانہ درس قرآن

30 مارچ بروز اتوار بعد نماز مغرب خطیب محترم قاری صہیب احمد میر محمدی بمقام جامع مسجد اقصیٰ اہل حدیث 79 ایف بلاک گلشن راوی لاہور۔

منجانب:۔ قاری عزیر احمد مدیر جامعہ ہذا

سیرت النبی کانفرنس

بدوملہی (نامہ نگار) سیرت النبیؐ سے اعراض ہی ہمارے تمام مسائل کی بنیاد ہے۔ جب تک ہم اسوہ حسنہ کو اپنی زندگیوں پر نافذ نہیں کر لیتے کبھی بھی فلاح اور نجات ہمارا مقدر نہیں بن سکتی۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے امیر پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے محمدی چوک بدوملہی میں منعقد ہونے والی تیسری سالانہ سیرت النبیؐ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ سیرت منانے کی نہیں اپنانے کی چیز ہے۔ آپ کی آمد کا جشن خوشی کا اظہار ہے لیکن اصل چیز آپ کی آمد کا مشن اپنانا ہے۔ کانفرنس کا اہتمام مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل نارووال نے کیا۔ کانفرنس کی صدارت امیر تحصیل چودھری شوکت علی مہیس نے کی۔ جب کہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض نائب امیر تحصیل نارووال نذیر احمد اسد سندھو نے ادا کیے۔ کانفرنس کا آغاز قاری بلال اکرم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ قاری محمد منشاء قادری، ابوبکر شاہد اور پیغام ٹی وی کے نعت خواں محمد حذیفہ نے حمد و نعت پیش کی۔ کانفرنس سے قاری پروفیسر عبدالرزاق ساجد فیصل آبادی، صاحبزادہ ابو بکر سلطان یزدانی، قاری محمد اسحاق اوکاڑوی، عبدالوحید بٹ سینئر نائب صدر AYF پاکستان، امیر ضلع حافظ عبدالمجید بٹ اور قاری محمد یٰسین بلوچ نے بھی خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں شان صحابہ اور سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ کانفرنس کی نگرانی محمد یونس بٹ امیر سٹی بدوملہی نے کی۔ جب کہ اہل حدیث یوتھ فورس کے کارکنان نے انتظامات کے سلسلے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ کانفرنس میں احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

ناصر حکیم بھٹی نامہ نگار بدوملہی

سالانہ سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

بمقام جامع مسجد رحمانیہ اہلحدیث محلہ قذافی پورہ حافظ آباد

بتاریخ 6 اپریل بروز اتوار بعد نماز عشاء

زیر صدارت: حضرت مولانا نصر اللہ خان بھٹی

خطابات: حضرت مولانا سید سبطین شاہ نقوی (سرگودھا) اور حضرت مولانا منظور احمد (گوجرانوالہ) خطاب فرمائیں گے۔

الداعی الی الخیر:۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس یونٹ محمد خاں نجیب محلہ قذافی پورہ حافظ آباد

دعائے صحت

قاری محمد ابوبکر عثمانی آف گوجرانوالہ کا 6 سالہ بیٹا گرم پانی میں گر گیا اور آدھے سے زیادہ جسم کی جلد جل گئی۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

منجانب:۔ ناظم نشر و اشاعت تنظیم اتحاد القراء اہلحدیث پاکستان

تبدیلی ایڈریس

عیدالاضحیٰ کے بعد نئے ادارے جامعہ بنات الاسلام السلفیہ کے نام سے پڑھائی کا آغاز ہو چکا ہے۔

راقم:۔ (قاری) عنایت اللہ سلفی کاشمیری مدیر ربانیہ اسلامک سنٹر کچی فتو منڈا میر پارک جناح روڈ، گوجرانوالہ

آہ! مولانا عبداللطیف ربانی (مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور) داغ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا موصوف 16 مارچ 2014ء بروز اتوار فیروز پور روڈ قذافی سٹیڈیم کے قریب اپنی اہلیہ کے ہمراہ ایک دعوت میں شرکت کیلئے پیدل جا رہے تھے کہ اچانک ایک موٹر سائیکل سوار تیزی سے آ کر جس سے آپ چوٹ کی تاب نہ لا کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

احباب سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل ہے اور دوسری درخواست یہ ہے کہ جن احباب نے اُن کے مکتبہ اصحاب الحدیث سے کتابیں لے رکھی ہیں اور بقایا جات ابھی دینے ہیں وہ براہِ کرم اس سلسلہ میں ورثاء یا پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی صاحب سے رابطہ کریں۔ شکریہ! رابطہ نمبر: پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی صاحب 0321-9451606

العبد: محمود شوکت نور پوری سابق مدرس گورنمنٹ سلیم ماڈل سکول لوئر مال، لاہور

مولانا رحمت اللہ ڈوگر کو صدمہ

گزشتہ دنوں مولانا رحمت اللہ ڈوگر سینئر نائب امیر سٹی کنگن پور کے سسر بابا محمد دین عمر کی 85 بہاریں گزار کر انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، شب زندہ دار اور جماعت کے مخلص کارکن تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

شریک غم:۔ حافظ نصیر احمد ناصر امیر سٹی کنگن پور ریسرچ پیغام ٹی وی

حافظ راشد محمود کو صدمہ!

راقم کے والد گرامی بابا جی محمد یعقوب وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ راقم الحروف نے پڑھائی۔ مرحوم نہایت نیک، متقی اور دین سے لگاؤ رکھنے والی شخصیت تھے۔ نماز جنازہ میں مقامی احباب سمیت سینکڑوں احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ آمین!

غمزدہ: حافظ راشد محمود، گھلی ورکاں تحصیل مرید کے (شیخوپورہ)

دعائے مغفرت

استاذ القراء قاری محمد ابوبکر عثمانی مدیر جامعہ عثمانیہ نواب چوک گوجرانوالہ کی ہمشیرہ نیز استاذ الحفاظ قاری لطف اللہ عاصم کی جواں سال بیٹی قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ مرحومات نیک اور صالح خواتین تھیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆ منظور احمد آرائیں دکاندار حافظ ارشد خطیب جامع مسجد اہل حدیث بیڑے والے اُن کے چچا جان قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں اُن کی نماز جنازہ مولانا حبیب اللہ یاسر نے پڑھائی۔

☆ 16 فروری جناب ظفر اقبال غفاری محلہ بہاول پورہ غربی اُن کی اہلیہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ اُن کی نماز جنازہ مولانا زاہد فاروق نے پڑھائی۔

منجانب:۔ مولانا شبیر حسین عثمانی مہتمم جامعہ عثمانیہ حافظ آباد

دوا بھی غذا بھی

فیصل معجون قوت دماغ زعفرانی ®

دماغ، اعصاب، ذہن اور حافظہ کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

طلباء، اساتذہ علماء، وکلاء اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے ایک انمول تحفہ

- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کیلئے بہترین ٹانک
- بے خوابی، ذہنی دباؤ، جسمانی کمزوری اور اعصابی تناؤ کا اکسیر علاج
- معدہ و جگر کی گرمی اور کمزوری کا بہترین علاج
- ہر موسم، ہر مزاج اور ہر عمر میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔
- حمل، ولادت، زچگی اور رضاعت کی تمام کمزوریوں کا علاج
- نظام ہضم کی درستگی، اعصاب کی کمزوری اور پیدائش خون، شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کیلئے انمول تحفہ
- ہر عمر کی خواتین و حضرات کیلئے یکساں مفید
- بیماری اور آپریشن کے بعد ہونے والی کمزوری کا بہترین علاج

بذریعہ ڈاک ڈلیوری کسی اضافی خرچ کے بغیر

0314-3085577

تعارفی قیمت 1200/- Wgt.: 600gm 5 گرام دودھ کے ہمراہ، صبح شام

اجزائے معجون

زعفران	جوہر مرجان	آملہ	مرچ سیاہ	مغز خیارین	الائچی خورد
بادیان	شہد	اسطوخودوس	مغز فندق	گوند کتیرہ	ورق طلاء
مروارید	ہلیلہ	برہمی بوٹی	گل سرخ	ورق نقرہ	گاؤزباں
دار چینی	جوہر آہن	مغز اخروٹ	خشخاش	مغز بادام	طباشیر
کشنیز	مویز منقی	مغز کدو	مغز تربوز	الائچی کلاں	زرشک

Faisal Foods ® Star Plaza, D-Ground, Faisalabad. 0314-3085577

فیصل FOODS ®

مکلی شہر ٹھٹھہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کا قیام

20 فروری 2014 بروز جمعرات مولانا محمد عبداللہ سموں، پروفیسر محمد ابراہیم طارق ناظم اعلیٰ سندھ، ڈاکٹر غلام سرور اور مولانا محمد بروہی اور راقم الحروف نے مکلی کا دورہ کیا اور بہت سے احباب نے مرکزی جمعیت میں شمولیت کا اعلان کیا۔

منجانب:۔ڈاکٹر اعجاز فاروقی، نائب ناظم اعلیٰ صوبہ سندھ

اظہار تشکر

میں ان تمام جماعتی احباب وعلماء کرام کا شکر گزار ہوں جو میری ہمشیرہ کی وفات پر تعزیت کیلئے تشریف لائے یا فون پر تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین!

حافظ عبدالستار خطیب مرکز اہلحدیث کرملی والا میاں چنوں

ضرورتِ رشتہ

اہل حدیث جٹ فیملی کی ایف۔اے، نیک سیرت بیٹی کیلئے ہم پلہ زمیندار گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔ شیخوپورہ، فیصل آباد کے اضلاع اور گردونواح کے قصبوں اور دیہات کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0321-7862212

☆ میرے ایک دوست سرکاری سکول ٹیچر، حاضر سروس، (سکیل ۱۴، عمر تقریباً ۵۰ سال، پہلی بیوی فوت شدہ 2 بچے بالغ، ذاتی مکان) کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

☆ ایک گورنمنٹ سکول ٹیچر حاضر سروس، سکیل 14، عمر تقریباً 42 سال تین بچے بالغ، پہلی بیوی فوت شدہ، باشرع، پابند صوم وصلوٰۃ کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔ ضرورت مند درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔ 0345-6364282

منجانب:۔قاری عبدالرحمٰن خلیل ناظم تبلیغ اروپ ٹاؤن گوجرانوالہ

جامعہ رحمانیہ
اہل حدیث کانفرنس
45 سالانہ
مورخہ 10 11 اپریل 2014 جمعرات جمعہ
نماز ظہر سے لے کر خطبہ جمعہ تک
زیر اہتمام مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان
امارت: وفد علامہ ساجد میر صاحب حفظہ اللہ
صدارت: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحمید عامر صاحب
بانی الجامعات: فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرزاق سعیدی رحمہ اللہ
زیر نگرانی: مولانا منظور احمد
زیر نظامت: عبدالکریم
زیر قیادت: مولانا عبدالباسط صاحب
زیر سرپرستی: قاری زاہد محمود سعیدی صاحب
جس میں ملک بھر سے علماء کرام، شیوخ الحدیث اسلامی سکالر قراء عظام اور شعراء کرام تشریف لا رہے ہیں۔
نوٹ: بیرونی احباب کیلئے کھانے کا خصوصی انتظام ہوگا ان شاء اللہ
11 اپریل کا خطبہ جمعہ المبارک
مولانا حضرت خطیب ابن خطیب سیف اللہ خالد ملتانی صاحب حفظہ اللہ
مبلغ اسلام
ارشاد فرمائیں گے
بمقام دارالعلوم رحمانیہ
اڈا لاریاں فاروق آباد
خادم الجامعات صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی
دارالعلوم رحمانیہ جامعہ رحمانیہ للبنات
اڈا لاریاں فاروق آباد 0333-4278240
0334 4074008 0333 4122329

ساتویں سالانہ قرآن و سنت کانفرنس

29 مارچ 2014ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر

بمقام: مرکز انوار الحق محمدیہ اہل حدیث پل بنگلہ لشاری ضلع جھنگ

زیر سرپرستی: حاجی عتیق الرحمٰن مصطفیٰ خطیب جامع مسجد محمدی لشاری

زیر صدارت: پروفیسر حاجی محمد اشرف خالد صدر مرکز ہذا

مہمان خصوصی: جناب آصف رحمان صاحب، رحمٰن فلنگ اسٹیشن 18 ہزاری

خطیب اسلام حضرت مولانا سید سبطین شاہ نقوی صاحب آف سرگودھا

مقرر شعلہ بیان: حضرت مولانا محمد سرفراز حیدر صاحب آف سرگودھا

ودیگر مقامی وبیرونی علماء کرام خطابات فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

الداعی الی الخیر: ڈاکٹر بارک اللہ مجاہد وانتظامیہ مرکز ہذا۔ 0322-7735497

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
0345-6213064

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

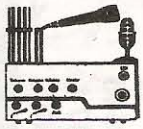

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث واہل حدیث یوتھ فورس واہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن فیروز وٹواں کے زیر اہتمام

زیر سرپرستی
الشیخ پروفیسر
جار اللہ ضیاء
سرپرست فیروز وٹواں

دوسری سالانہ

سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

25 مارچ 2014 بروز منگل بعد نماز عشاء تا رات گئے || بمقام: یونین کونسل فیروز وٹواں (شیخوپورہ)

زیر امارت
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث فیروز وٹواں

زیر نگرانی
محمد عمران مجاہد
ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث فیروز وٹواں

حضرت مولانا محمد نعیم بٹ صاحب
سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ پاکستان

پروفیسر عبدالستار حامد صاحب
امیر پنجاب

حضرت مولانا حافظ عبدالباسط شیخوپوری صاحب
ناظم تبلیغ پاکستان

حضرت مولانا سید سبطین شاہ نقوی صاحب
مرکزی راہنما

مولانا محمود الحسن اسد
ریسرچ پیغام T.V

حافظ محمد یٰسین طٰہٰ
G.M ہفت روزہ "اہل حدیث"

صاحبزادہ حافظ بابر فاروق رحیمی صاحب
ناظم مرکزی سیکرٹریٹ پاکستان

حضرت مولانا مولانا عبداللہ نثار صاحب
مرکزی راہنما

قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی صاحب
چیف آرگنائزر A.S.F پاکستان

حضرت مولانا حافظ عتیق اللہ عمر صاحب
سابق جنرل سیکرٹری A.Y.F پاکستان

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس واہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن فیروز وٹواں
0300-7685348, 0302-7510920

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش
گولڈن
نام ہی کافی ہے
ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
مساجد کے لئے خصوصی رعایت
امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔
چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430
مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر
نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔
نام ہی کافی ہے
ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)
فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعائیت
سپر سٹار
ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
0333-8294645
055-4237974
0312-7343693
حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ
پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

یا حیی یا قیوم بسم اللہ الرحمن الرحیم برحمتک نستغیث

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام

26 ویں سالانہ

خصوصی آمد

مولانا قاری عصمت اللہ ظہیر حفظہ اللہ

خطیب و امیر ضلع اسلام قلعہ دیدار سنگھ

قاری احمد حسن صاحب

قاری عرفان الحق مصباحی

عظیم الشان صلاحی تبلیغی اہلحدیث کانفرنس

زیر صدارت

ان اللہ مع الصابرین

مولانا محمد اشرف سلفی حفظہ اللہ

خطیب فاروق آباد

مقام

مرکز محمدیہ اہلحدیث

چنیوٹ روڈ عزیز آباد پنڈی بھٹیاں

بتاریخ

6 اپریل 2014 بروز اتوار بعد از عشاء

مہمان خصوصی

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی حفظہ اللہ

زیر صدارت

مولانا نصر اللہ خان حافظ آبادی حفظہ اللہ

زیر نگرانی

مولانا محمد اشرف حفظہ اللہ

امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث

ماہی احمد حفظہ اللہ

ایڈیٹر ہفت روزہ اہلحدیث

مولانا محمد عارف حفظہ اللہ

امیر مرکزیہ

مناظر اسلام مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی حفظہ اللہ

مولانا محمد ابراہیم سلوی حفظہ اللہ

مولانا عبدالغفور حفظہ اللہ

مولانا محمد یعقوب حفظہ اللہ

قاری محمد خلیل حفظہ اللہ

محمد اشرف حفظہ اللہ

حاجی احمد دین حفظہ اللہ

مقررین

محترم حضرت مولانا منظور احمد حفظہ اللہ گوجرانوالہ

محترم حضرت مولانا محمد نعیم سبط حفظہ اللہ گوجرانوالہ

قاضی ریاض قدیر حفظہ اللہ

مولانا حافظ عبدالستار خالد حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

حضرت مولانا سیف اللہ خالد ملتانی حفظہ اللہ

قاری حضرت اللہ حفظہ اللہ

حافظ محمد عمران تبسم حفظہ اللہ

مولانا عبدالرشید حجازی حفظہ اللہ

مجاہد اہلحدیث

عبدالماجد حفظہ اللہ

سید محمد طیب شاہ نقوی حفظہ اللہ

ذاکر الرحمن صدیقی حفظہ اللہ

مولانا محمد داؤد دنتوی حفظہ اللہ

خواتین کیلئے پردہ کا انتظام ہو گا ☆ اہل اسلام سے شرکت کی اپیل ہے

سلیم الرحمن — محمد کبیر — محمد جمیل — محمد مختار — محمد ایوب — محمد صغیر

عبدالغفور — شاہد الرحمن — احمد محمود — محمد طارق — محمد شریف — محمد عباس

محمد امین — راشد محمود — زید احمد شاہ — محمد اسحاق — محمد سلیمان — علی عمران

ثناء اللہ مجاہد — محمد طارق — عبدالحق — عبدالحمید — عطاء الرحمن — محمد الیاس

ضیاء الرحمن — طیب طاہر — محمد یوسف — ثناء اللہ — محمد اسماعیل — محمد یوسف

عبدالرزاق — محمد صفدر — محمد ارشد — عطاء اللہ — شاہد اقبال — محمد طارق

منتظمین حضرات

طارق محمود — حماد اختر — عبدالباسط — عمران گلزار — محمد عرفان — عامر مزمل — محمد وسیم — عبدالکریم

محمد بشیر — محمد ارشاد — اعجاز احمد — سیف الرحمن — نصر اللہ — شہزاد احمد — محمد موسیٰ — اللہ رکھا

محمد نعیم خان — محمد اصغر — محمد سجاد — محمد ابوبکر — نوید اکرم — خلیل احمد — محمد عمران — عبدالحمید

محمد دین بیدم (طوطا)

مہتمم و خطیب مرکز ہذا و ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع حافظ آباد

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس

پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد

0300 0321 4182285

0300-7671272

خوشخبری: ماہنامہ محدث بمبئی کا دفتر ہفت روزہ اہلحدیث لاہور منتقل ہو گیا ہے 4110657 0321-8630180-0321-7911977 0300-0320-0333-0313 briefcase1977@gmail.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث احمد پورہ مرید کے کے زیر اہتمام

زیر امارت
سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

سالانہ مرشد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس

زیر نظامت
ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

5 اپریل بروز ہفتہ عصر تا رات گئے

مقررین

☆ قاری محمد حنیف ربانی ☆ پروفیسر عبدالرزاق ساجد ☆ قاری سیف اللہ خالد ملتانی،
☆ علامہ محمد عمر صدیق ☆ حافظ بنیامین عابد، ☆ حافظ محمد یوسف پسروری ☆ ابوبکر سلطان یزدانی
ودیگر علماء کرام خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

الداعی الی الخیر: حافظ عطاء الرحمٰن عامر ناظم مرکزیہ ضلع شیخوپورہ 0315-4112356, 0300-4112356

دکھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت عطائی معالجین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے۔ میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیچش ہوں اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ بھی کھائے جائیں اور پھر شفاء کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیزابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کیساتھ ساتھ قلب ونظر کی پاکیزگی اور توجہ اللہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران کم از کم ایک لاکھ ملکی وغیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں دو ایوارڈ اور ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدانخواستہ آپ یا آپ کا جاننے والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دے۔ انشاء اللہ شفائے کاملہ وعاجلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور دوائی نہیں ہے۔ کوئی زہریلی دوائی نہیں ہے۔ کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے۔ جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

1	عصابہ	11	بول بستری	21	دل کا دورہ	31	امراض مردانہ	41	رسولیاں	51	یرقان
2	شقیقہ	12	مرگی	22	اپھارہ	32	امراض زنانہ	42	دبلا پن	52	استسقاء
3	بے خوابی	13	رعشہ	23	السر	33	دمج المفاصل	43	بال سفید ہونا	53	لیوکیمیا
4	بند نزلہ	14	مالی خولیا	24	اماس	34	تحجر المفاصل	44	بال چر	54	تھیلاسیمیا
5	لکنت	15	ٹینشن	25	پتھری پتہ	35	گنٹھیا	45	گنجا پن	55	ہموفیلیا
6	پتھری گردہ	16	کیرا	26	سوراز ہر	36	نقرس	46	کمی خون	56	بے اولادی
7	شوگر	17	دمہ	27	تقطیر البول	37	عرق النساء	47	جنون	57	کمی ہارمونز
8	سلسل البول	18	ٹی بی	28	کنگرین	38	مہرے ہل جانا	48	دل میں سوراخ	58	عنانت
9	سوکڑہ	19	بلڈ پریشر	29	بواسیر	39	تشنج وکزاز	49	دل کے وال بند ہونا	59	ایڈز وسپرمیاں
10	سنگرہنی	20	کولیسٹرول	30	اولاد نرینہ	40	برص	50	اعصابی کمزوری	60	کایا کلپ

☆ کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رقم پہلے بھیجیں۔
☆ ملاقات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لے لیں۔
☆ شناختی کارڈ نمبر 35103-1466875-3
☆ اکاؤنٹ نمبر حبیب بنک (عمر آباد)
13487900227901
اکاؤنٹ نمبر میزان بنک (پتوکی)
7001-0101053034
☆ اکاؤنٹ نمبر یو. بی. ایل۔ اومنی
0345-7545119

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی، نئی منڈی حبیب آباد (واں رادھارام) تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور۔ فون: J:0345-7545119, T:0313-7545119

الرحمہ انسٹیٹیوٹ

وارببرٹن، ننکانہ

اعلان داخلہ

انٹری ٹیسٹ
29
مارچ 2014ء
بروز ہفتہ
9 بجے صبح

ذہین اور پوزیشن ہولڈر بچوں کے والدین کے لیے عظیم خوشخبری

دارُالسّلام انٹرنیشنل کی سرپرستی میں منفرد تعلیمی و تربیتی نظام

آپ یقیناً چاہیں گے کہ آپ کا نونہال اسلامی ریسرچ سکالر، راسخ العقیدہ اور داعی الی اللہ ہو۔ صاحبِ کتاب اور صاحبِ قلم ہو۔ اُردو، عربی، انگلش زبان میں لکھنا، پڑھنا اور بولنا جانتا ہو تو الرحمہ انسٹیٹیوٹ سے بہتر کوئی انتخاب نہیں۔

خصوصیات: ● درس نظامی کے ساتھ میٹرک سے ایم اے تک ریگولر معیاری تعلیم ● علومِ اسلامیہ وعصریہ میں ماہر، محنتی اور تجربہ کار اساتذہ ● 24 گھنٹے کا مرتب ٹائم ٹیبل ● طلبہ کی ہمہ وقت تعلیمی و تربیتی رہنمائی ● شاندار اور جامع لائبریری ● عربی، انگلش لینگویج لیب ● تعلیمی، تحریری اور تقریری مقابلوں کا اہتمام ● ریسرچ سکالرز اور ماہرین تعلیم سے استفادے کے لیے تربیتی پروگراموں کا انعقاد ● جسمانی فٹنس کے لیے ورزش اور کھیلوں کا انعقاد ● مطالعاتی و تفریحی ٹورز ● ماہانہ ٹیسٹ اور کارکردگی رپورٹ سے آگاہی ● حکومتی نظامِ تعلیم کے مطابق داخلہ اور تعلیمی دورانیہ۔

سہولیات: ● پرسکون، خوبصورت کشادہ ماحول ● تین وقت معیاری کھانا، شاندار ہاسٹل اور فری علاج معالجہ ● صاف شفاف پانی کے لیے جدید فلٹریشن پلانٹ ● پوزیشن ہولڈر طلبہ کے لیے تعلیمی وظائف۔

شرائط: ① امیدوار مڈل پاس ہو، حافظ قرآن کو ترجیح ② داخلہ انٹری ٹیسٹ (تحریری و زبانی انٹرویو) کے ذریعے ③ تعلیمی اسناد و سرٹیفکیٹ، ب فارم/ شناختی کارڈ، والد/ سرپرست کے قومی شناختی کارڈ کی کاپی اور دو عدد پاسپورٹ سائز تصاویر ہمراہ لائیں۔

برائے رابطہ:

056-2794499, 0321-8840246, 0333-8229031

بمقام
نو تعمیر مسجد اہل حدیث محمد آباد داخلی للہ تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم

ان شاء اللہ

افتتاحی
درس قرآن و حدیث
عظیم الشان
تبلیغی و اصلاحی

شرکاء کیلئے
کھانے کا انتظام ہوگا

زیر نگرانی
جامعہ علوم اثریہ
جہلم

رئیس الجامعہ
مولانا حافظ عبد الحمید عامر صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزی
جمعیت اہل حدیث
پاکستان

بتاریخ
29 مارچ 2014
بروز ہفتہ
بعد از نماز عصر
4:30 بجے

استقبالیہ: ملک مطلوب، ملک فیاض، ملک توصیف، ملک رمضان

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث تحصیل پنڈ دادنخان

برائے رابطہ
راجہ شہباز خان
خطیب جامع مسجد دارالسلام اہل حدیث بھیروال
0333-5914851

عبدالستار پرنٹنگ پریس شیخ ہندی مارکیٹ بیرون بھاٹی لاہور 0300-0320-0333-0313 4110657 ڈیزائنگ محمد عرفان عبدالستار
Irfansattar1977@gmail.com
0321-8830189-0321-7911977

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات

چک نمبر 29 ج شمالی امین پور بنگلہ روڈ فیصل آباد

مولانا عبدالستار حفظہ اللہ صاحب

شیخ الحدیث

تکمیل صحیح بخاری شریف

19 ویں سالانہ تقریب عظیم الشان

بتاریخ یکم اپریل 2014 بروز منگل صبح 11 بجے سے رات گئے ان شاء اللہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد طیب معاذ صاحب حفظہ اللہ

درس بخاری

حضرت مولانا حافظ محمد شریف صاحب حفظہ اللہ
مدیر مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد

بقیۃ السلف شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ مسعود عالم صاحب
فاضل مدینہ یونیورسٹی

مغرب

ارشاد الحق اثری صاحب

محمد یوسف انور صاحب

عبدالصمد معاذ صاحب

محمد حنیف بھٹی صاحب

عبدالغفور ناظم آبادی صاحب

محمد عارف شاکر صاحب

محمد داود صاحب | محمد ایوب صاحب | عبدالرحمن آزاد | محمد اکبر جاوید

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی عبدالحمید کنزالاحمد صاحب

عبدالرحمن مجاہد صاحب

خبیب الرحمن خلیق صاحب

شیخ خلیل الطارق صاحب

قراء کرام
قاری محمد شفیق اسلام آباد، قاری ابوذر غفاری، قاری محمد شعیبان، قاری انعام الرسول، قاری عبدالرحمان، قاری سلمان ساجد، قاری محمد القمان

زیر نگرانی
مولانا عتیق احمد، مولانا محمد نوید، مولانا محمد یوسف، مولانا محمد نواز، مولانا محمد اسحاق، مولانا شفیق احمد، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد سعید، مولانا علی احمد، مولانا محمد ظفر

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالرشید حجازی صاحب

ڈاکٹر سید طیب علامہ عبدالرحمن شاہ صاحب حفظہ اللہ
ترجمان سلک اہلحدیث حضرت زیدی
آف اسلام آباد

رئیس المقررین شیر پنجاب حضرت مولانا شیر محمد منظور احمد صاحب حفظہ اللہ
گوجرانوالہ

محمد سعید صاحب
ناظم مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد
محمد عارف نعیم صاحب

جناب محمد الیاس چٹھہ صاحب
MNA

جناب حافظ شفیق کاشف صاحب

حافظ عبدالرزاق طاہر صاحب حفظہ اللہ
خطیب دلنشین
آف ساہیوال

مولانا حافظ عبدالرحمن شجاع پوری صاحب حفظہ اللہ
فاضل نوجوان

جناب محمد ابوبکر یزدانی صاحب
سلطان خطابت
فاروق آباد

خالد محمود صاحب

محمد اسحاق چوہان

محمد طارق صاحب | محمد انس حسانی | عبدالحی انصاری | اقبال فاروقی

حافظ سعید احمد صاحب | حافظ محمد سلیم صاحب | محمد فضل صاحب | محمد عارف ساجد صاحب | عبدالغفار ساجد صاحب | محمد سلیم اشرف صاحب | محمد سرور عابد صاحب | صغیر احمد صاحب | محمد طاہر ذوق صاحب | محمد حنیف کھیاں صاحب | محمد یونس خلیق صاحب | محمد اسلم صاحب | عبدالرحمن صاحب | محمد مشتاق صاحب | عبدالشکور صاحب | محمد فاروق صاحب

محمد اسحاق ساقی | محمد صدیق | محمد انور مدنی | محمد نصراللہ | محمد اسحاق بسمل | حبیب الرحمن | محمد ذوالفقار | سیف اللہ | حبیب الرحمن ساجد | خالد محمود حقانی | محمد سلیم ساجد | حافظ حبیب الرحمن | محمد امین صاحب | عمر فاروق صاحب | محمد ایوب ساجد | محمد فضل بھٹی

محمد یاسر سعید صاحب | محمد یاسر بٹ صاحب

امتیاز احمد سلفی | عمر فاروق ارشد

اجتماع خواتین

19 ویں سالانہ عظیم الشان تبلیغی تربیتی اصلاحی

30 مارچ بروز اتوار صبح 8 بجے شاندار

جس میں گوجرانوالہ، فیصل آباد اور لاہور سے معروف علماء شرکت فرمائیں گی

2 مارچ داخلہ جاری ہے

کل انعامات 150 مالیت 40 ہزار روپے
پہلی پوزیشن 5 تولہ سونے کی والی طالبات
دوسری پوزیشن 3 تولہ سونے کی والی طالبات
تیسری پوزیشن 21 انعامات 2 تولہ سونے کی والی طالبات
چوتھی پوزیشن 5 انعامات 1 تولہ سونے کی والی طالبات
پانچویں پوزیشن 5 انعامات 1/2 تولہ سونے کی والی طالبات
چھٹی پوزیشن 5 انعامات 1/4 تولہ سونے کی والی طالبات
ساتویں پوزیشن 9 انعامات 1/8 تولہ سونے کی والی طالبات

ناظمہ اجتماع: حافظہ شمیم احمد
ناظمہ داخلہ: حافظہ عائشہ صدیقہ

شاہد شفیق، شیخ محمد اسحاق، شیخ محمد یونس ربانی، صوفی بشیر احمد، حاجی احتشام منور، شیخ محمد کاشف، شیخ عبدالرشید، شیخ محمد سلیم، مرزا محمد مقصود، مرزا مطلوبین، ماسٹر ال دین بھیاں، شیخ محمد عمران، شیخ محمد شعیب، محمد فاروق، عبدالرحمن بھیاں، حاجی محمد اکرم انصاری، حاجی محمد یعقوب، حاجی محمد اسحاق، ساہیوال الاء، حافظ محمد آصف، محمد حسین بلال، حافظ عبدالعلیم، سید محمد یاسر شاہ، افتخار فراز AYE، حاجی محمد اسلم فیصل آباد، مرزا محمد نعیم، محمد شہزاد، محمد راشد، حافظ محمد ایوب، شیر ازاد، حاجی محمد رشید، محمد شفاق، ورک، رانا فقیر حسین، حاجی محمد شریف، حاجی محمد نعیم بیگ، قاری محمد سلیمان بیگ، حاجی محمد یعقوب، حاجی فاضل محمود، حاجی عبدالجبار، محمد یوسف سہرا، رانا محمد اسلم عثمان ٹاؤن، رانا شوکت علی، رانا عبدالرحمان 30 بی، حافظ عبدالقیوم خلیل، محمد یوسف سہرا، رانا محمد اسلم عثمان ٹاؤن، حاجی شاہ احمد

بچوں و بچیوں کو ہر ضروری سہولت مہیا کی جائے گی
سرپرست حضرات تاریخ پیدائش اور اپنی شناختی کارڈ کی کاپی ہمراہ لائیں ★ قیام و طعام بزمہ جامعہ ہذا
جامعہ کی طالبہ کو پچھلے سال حکومت پنجاب کی طرف سے لیپ ٹاپ کا انعام مل چکا ہے ★ الحمدللہ جامعہ ہذا وفاق المدارس کا سنٹر ہے

ناظم جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات 29 ج شمالی فیصل آباد
0301-7122796
امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث فیصل آباد
محمد ارشد

041-8709265
0307-6056291
0301-7178029

حافظ شمیم احمد | رانا محمد عاصم | حافظ علی حسن

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE :www.ahlehadith.org
Head Office: 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e- Hadith 042-37720257
Paigham Tv:042-37722876

دارالعلوم تقویۃ الاسلام

مدرسہ غزنویہ

4۔ شیش محل روڈ۔لاہور

داخلہ شروع ہے۔

بہترین رہائش، خوراک اور علاج معالجہ کے ساتھ ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ
مڈل کا امتحان دے کر فارغ ہونے والے طلباء کے لیے سنہری موقع

- مڈل پاس طلبا کے لیے
- دینی اور عصری تعلیم ایک ساتھ
- وفاق المدارس السلفیہ کا مکمل نصاب
- میٹرک کی باقاعدہ کلاسز

- داخلہ انٹری ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگا؟
- داخلہ کے وقت والد/سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہے۔
- والد/سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی

اور طالب علم کے "ب" فارم کی فوٹو کاپی ہمراہ لائیں۔

سید جنید غزنوی
مہتمم
"دارالعلوم تقویۃ الاسلام" مدرسہ غزنویہ
4۔ شیش محل روڈ۔لاہور

انچارج داخلہ/منتظم دارالعلوم

0313-4600183 0335-1443583 042-37112045